THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, the December 04, 2025
(356th Session)
Volume XII, No. 04
(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad
Volume XII SP.XII(04)/2025
No. 04 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Questions and Answers 1
3. Consideration and passage of [The National Commission for Human Rights (Amendment) Bill, 2025] ... 28
4. Presentation of Report of Standing Committee on Information and Broadcasting regarding grievances of journalists 30
5. Presentation of Report of Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges regarding misconduct of Chairman Federal Board of Revenue, Islamabad 30
6. Presentation of Report of Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges Motion moved against Mr. Rizwan Razi, Vlogger and Anchor PTV Lahore Center 31
7. Presentation of Report of Standing Committee on Finance and Revenue regarding the Money Bill further to amend the Income Tax Ordinance, 2001 [The Income Tax (Third Amendment) Bill, 2025] 31
8. Motion under Rule 130 moved on behalf of Chairman, Standing Committee on Finance and Revenue to lay the recommendations on the Income Tax Ordinance, 2001 [The Income Tax (Third Amendment) Bill, 2025] 32
9. Calling Attention Notice by Senator Danesh Kumar regarding the incident of alleged forced conversion at Mirpur Sakro Girls High School 32
   - Senator Noor Ul Haq Qadri 37
   - Mr. Kesoo Mal Kheal Das, State Minister for Religious Affairs & Interfaith Harmony 38
10. Motion under Rule 278(4) moved by Senator Shahadat Awan proposing substitution of Rule 209 of Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012 39
11. Ruling by the Deputy Chairman Senate barring criticism against institutions, national heroes and leaders of the political parties in the House 40

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Thursday, the December 04, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty three minutes past four in the evening with Mr. Deputy Chairman (Senator Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۨ ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

ترجمہ:۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اِس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے اُن کے لئے مقرر کر دیا اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں اُن میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ جلّ مجدہٗ کا حکم ٹھہر چکا تھا اور اللہ کے پیغام جوں کے توں پہنچاتے اور اُس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں کی نبوت کی مہر یعنی اُس کو ختم کر دینے والے ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ سورۃ الاحزاب (آیات ۳۸تا۴۰)

Questions and Answers

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ ابھی business لیتے ہیں۔ آرڈر نمبر ۲ وقفہٗ سوالات ہے۔ اب ہم وقفہٗ سوالات شروع کرتے ہیں۔ سوال نمبر ۳۲ سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔

(Q.No.32)

جناب ڈپٹی چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سینیٹر شہادت اعوان: جنابِ چیئرمین! سوال نمبر ۳۲ لیکن میرے خیال میں جواب دینے کے لئے تو کوئی موجود نہیں ہے۔ جیسے آپ حکم کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر شہادت اعوان: جناب! ٹھیک ہے ناں؟ ۔ شکر ہے آپ نے یاد دہانی کرائی ہے سندھو صاحب۔ دیکھیں جناب والا! اِس میں میں نے سوال یہ کیا تھا کہ Postal Life Insurance کے کتنے claims ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سینیٹر شہادت اعوان صاحب ذرا سوال نمبر بتا دیں۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! سوال نمبر ۳۲ میں نے یہ پوچھا تھا کہ Postal Life Insurance کے جو claimants ہیں اُن کے کتنے claims باقی ہیں جو کہ آپ دے نہیں سکے؟ یہ اِن کی بڑی greatness ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، منسٹر صاحب آ گئے ہیں۔ ویلکم جی۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر فلک ناز صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! منسٹر صاحب کی بڑی greatness ہے کہ انہوں نے بتا دیا ہے کہ بجٹ 2021-22 میں انہوں نے 8,000 million مانگا تھا 2022-23 میں 5,000 اُن میں سے 1,000 ملا، 2023-24 میں 10,632 اُن میں سے 2,000 ملا، 2024-25 میں 11724 اُن میں سے 3,000 ملا اور یہ بڑی greatness ہے کہ انہوں نے نیچے مان لیا ہے۔

As a result, a significant number of claimants, some of whom are retired individuals and widows, have been waiting for an unreasonably long period and the further growing number of the complaints across various courts.

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر فلک ناز صاحبہ آپ House میں بیٹھیں، آپ کو موقع دیا جائے گا۔ براہ مہربانی اپنی seat پر بیٹھ جائیں۔

Senator Shahadat Awan: This prolonged delay not only undermines public trust but also constitutes a serious deviation from our statutory obligations under the Insurance Ordinance, 2000 where PLICL is liable to pay liquidated damages for delays beyond 90 days, calculated at monthly base with a 5%

جناب والا! یہ حکومت نے تسلیم کیا ہے کہ اس میں یتیم، بیوائیں، retired لوگوں کے claims ہمارے پاس اِس لیے pending پڑے ہوئے ہیں کہ جتنا budget ہم مانگتے ہیں اتنا budget نہیں مل رہا جس کی وجہ سے اس وقت 33,830 لوگوں کے claims باقی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا failure ہے کہ باقی جو schemes ہیں ان کے لئے اربوں روپے ایک دن میں release کئے جا رہے ہیں۔ جناب! میری گزارش یہ ہے کہ جب آپ یہ کہتے ہیں کہ اتنے لوگوں کو اس وجہ سے نہیں دے پا رہے کہ حکومت ہمیں funds نہیں دے رہی۔

(جاری-----T02)

T02-04Dec2025 Tariq/Ed: Shakeel. 04:20 pm

سینیٹر شہادت اعوان---جاری---ان کے claims اس لیے ہمارے پاس pending پڑے ہوئے ہیں کہ ہم جتنا بجٹ مانگتے ہیں اتنا ہمیں نہیں مل رہا، اس کی وجہ سے اس وقت 33830 لوگوں کے claims باقی ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا failure ہے۔ باقی سکیموں کے لیے ایک ہی دن میں اربوں روپے release کیے جا رہے ہیں، میری گزارش ہے کہ جب آپ کہتے ہیں کہ اتنے لوگوں کا claim ہم اس وجہ سے نہیں دے پا رہے کہ ہمیں حکومت funds نہیں دے رہی ہے تو کیا منسٹر صاحب یہ بتائیں گے کہ اس کا حل کیا ہے اور کب تک 33830 claims satisfied ہوں گے کیونکہ آپ خود کہتے ہیں کہ یہ ریٹائرڈ، یتیم، بیواؤں اور بوڑھے لوگوں کے claims ہیں اور ہم نہیں دے رہے، جناب میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے part پر کیونکہ ہم بھی حکومت کا حصہ ہیں تو یہ ایک failure ہے، اس کا کوئی حل بتائیں کہ

کتنے دنوں میں یہ claims دینے ہیں کیونکہ اس بابت Insurance Ordinance یہ کہتا ہے کہ 90 روز میں اگر آپ claim نہیں دیں گے تو آپ further 5% اس پر بڑھا کر دیں گے۔ اس کا کوئی حل بتائیں کیونکہ خالی تسلیم کر لینے سے ان 34 ہزار لوگوں کا مداوہ نہیں ہو پائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ جی منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان (وفاقی وزیر مواصلات): شکریہ، جناب چیئرمین! میرے معزز سینیٹر بھائی نے جو بات کی ہے یہ بالکل صحیح ہے اور جس بات کی انہوں نے نشان دہی کی ہے یہ بھی بالکل ٹھیک ہے اور یہ حکومت کی نالائقی اور نااہلی ہے کہ انہوں نے لوگوں سے وعدہ کیا کہ ہم نے پیسے دینے ہیں اور ہم انہیں وقت پر پیسے نہیں دے رہے ہیں۔ ہم فنانس منسٹری کو اس کے لیے بار بار لکھ چکے ہیں، ہم اسے آج دوبارہ put-up کر رہے ہیں کہ ہمارے وہ پیسے release کیے جائیں، یہ پیسے فنانس منسٹری کے ہیں ہی نہیں، یہ پیسے تو لوگوں کی امانت ہیں، فنانس منسٹری نے ہمیں ایک letter of promise دیا ہوا ہے، that's it, ایک promissory letter کے تحت یہ پیسے لیے ہوئے ہیں، یہ وزارت خزانہ کے پیسے نہیں ہیں اور ان کے پاس یہ ہونے بھی نہیں چاہییں۔ اگر اس کے لیے مجھے خاص طور پر جا کر وزیر خزانہ سے ملنا پڑا تو میں اپنے معزز سینیٹر بھائی سے گزارش کرتا ہوں کہ انہوں نے جس بات کی نشان دہی کی ہے وہ میری نظر میں ہے اور ان شاءاللہ تعالیٰ یہ میری priority ہے۔ ہم اسے make sure کریں گے کہ جتنے بھی اس وقت claims ہیں یہ 3300 لوگوں کے، اسی fiscal year میں ان لوگوں کو ان کے پیسے دیئے جا سکیں تاکہ کوئی ایک claim جو اس سال کا ہے نہ صرف وہ نہ رہ جائے بلکہ اگلے سالوں کے لیے بھی ہمارے جو claims بنتے ہیں جو تقریباً چھ ارب روپے بنتے ہیں وہ ہمیں ملنے چاہییں اور یہ لوگوں کا حق بنتا ہے اور حکومت ان پر کوئی احسان نہیں کر رہی، یہ ان کا right ہے اور انہیں ملنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! یہ بہت خوش آئند بات ہے اور میں تو اسے قابل تحسین بات سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب نے اتنی wholeheartedly ایک بات تسلیم کی ہے اور دوسرے الفاظ میں وہ ایک undertaking بھی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ اس مالی سال

کے اندر یہ 33830 claims satisfied کر دیے جائیں گے تو ان شاءاللہ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ ایسا ہوگا۔ انہوں نے region wise بات بتائی ہے یہ بات اس میں صحیح نظر نہیں آتی ہے کیونکہ اگر اس میں دیکھا جائے تو انہوں نے نہ بلوچستان region اور نہ سندھ region کا بتایا ہے تو میرے خیال میں اسے بھی منسٹر صاحب دیکھ لیں کہ ان دو صوبوں کے region wise claims add کریں اور انہیں بھی satisfy کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں پہلے تمام سوالات اکٹھے لیتے ہیں پھر منسٹر صاحب سب سوالوں کا اکٹھے جواب دیں گے۔ ایک تو United States سے ایک delegation آیا ہوا ہے جو ہمارے مہمانوں کی گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں، ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ صوبہ پنجاب سے میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب، جو صوبائی وزیر خزانہ ہیں وہ بھی ایوان کی گیلری میں موجود ہیں، ان کی تشریف آوری کا بھی شکریہ، انہیں بھی خوش آمدید کہتے ہیں۔ جی سینیٹر دنیش کمار صاحب۔

سینیٹر دنیش کمار: منسٹر صاحب پہلے تو میں آپ کو داد دیتا ہوں کہ آپ پہلے منسٹر ہیں جس نے یہاں حکومت کی ناکامی اور نااہلی کا اعتراف کیا ہے اور اس پر میں آپ کو بھرپور salute پیش کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے میں منسٹر صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ 3300 cases pending ہیں، منسٹر صاحب یہ 33000 cases ہیں۔ مجھے ایک معلومات بھی چاہیے کہ جب انشورنس ہوتی ہے تو وہ reinsured ہوتی ہے تو آپ بتائیں کہ جہاں آپ نے reinsured کرایا تھا وہ پابند ہیں کہ آپ کو دیں تو وہ کیوں نہیں دے رہے ہیں اور حکومت کیوں دے؟ ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ یہاں سے جتنی بھی insurance policies ہوتی ہیں وہ یا تو جرمنی سے reinsured ہوتی ہیں یا بین الاقوامی طور پر ہوتی ہیں تو کیا Postal Life Insurance نے وہاں سے reinsured نہیں کروائی تھیں، براہ مہربانی اس کا جواب بھی دے دیں۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب میں اپنے دونوں سینیٹر بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں، پہلی بات تو یہ ہے کہ میں معذرت چاہتا ہوں کہ وہ 33830 ہی ہیں اور اس کے اندر جو آپ نے regions کا پوچھا تو میرے پاس جتنے regions ہیں ان سب کو add کرکے 33830 ہیں اگر اس میں کوئی کمی ہوئی تو میں ان شاءاللہ تعالیٰ اس کی نشان دہی ضرور کرلوں گا اور آپ سے share بھی کروں گا۔

جناب میں تھوڑا سا اپنے memberکے لیے بتا دوں کہ Postal Life Insurance Company (PLICL) مارچ 2020 میں under Companies Act وجود میں آئی اور 2020 میں Life Insurance Company, Insurance Ordinance کے تحت اگست 2000 کے مطابق بنی اور جو Pakistan Post Office (PPOD) ہے اس میں یہ 05 April, 2021 کو transfer ہوتی ہے to facilitate the transfer of liabilities of insurance policies from PPOD to PLICL اور فنانس ڈویژن 48 billion کا ایک promissory note on 2nd of April, 2021 issue کرتا ہے تو جناب معزز سینیٹر سے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ insurance کہیں بھی جا کر دوبارہ سے reinsure نہیں ہوئی، یہ رقم حکومت پاکستان نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہے اور حکومت پاکستان کے فنانس ڈویژن نے یہ پیسے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں within issuance of a promissory note to us, اس لیے پیسے ان کے پاس parked ہیں اور اگر یہ پیسے ہمارے پاس parked ہوتے تو آپ نے جو بات کی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے، اس کے آگے ہم اسے کرتے اور اس کے against انہوں نے جب 48 ارب روپے لے لیے اور اس کے against ایک promissory note issue کر دیا اور اب ہمیں ہر سال ان سے جا کر پیسے مانگنے پڑتے ہیں، وہ پیسے جو چھ ارب روپے لوگوں کو دینے ہوتے ہیں اس کے against وہ کبھی دو ارب اور کبھی تین ارب دے دیتے ہیں۔ آپ نے جو نشان دہی کی اور جو میرے معزز بھائی نے پہلے کی وہ دونوں اسی کا شکار ہیں کہ جب پیسے ہی آپ نے اس سال لوگوں کا چھ ارب روپے دینے ہیں اور آپ کو مل ہی تین ارب روپے ہیں تو آپ کے وہ 33000 ارکان کو وقت پر payment نہیں ہو رہی ہے اور یہ payment ان کا حق ہے۔ میں نے جیسا کہ آپ سے پہلے گزارش کی ہے کہ اسے ہم highest level پر take-up کریں گے، میرے خیال میں حکومت کے لیے یہ بدنامی کا باعث ہے اور یہ کام نہیں ہونا چاہیے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اسے ٹھیک کریں گے اور ان لوگوں کے claims انہیں آئندہ وقت پر ادا کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس سے پہلے میں کسی اور کو موقع دوں، خیبر پختونخوا صوبہ سے آئے ہوئے سابق ڈپٹی سپیکر جناب خوش دل خان ایڈووکیٹ صاحب اور ان کے ساتھ آئے ہوئے تمام مہمانان گرامی، ہمارے صوبہ بلوچستان سے نوجوانوں کا ایک قبائلی وفد آیا ہوا ہے انہیں بھی ہم اس ایوان میں خوش آمدید کہتے ہیں بلکہ گیلری میں موجود تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ جی سینیٹر وقار مہدی صاحب۔

سینیٹر سید وقار مہدی: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے معزز وزیر صاحب کا شکریہ بھی ادا کروں گا اور ان کو خراج تحسین بھی پیش کروں گا کہ انہوں نے قوم سے سچ بولا، جرات کا مظاہرہ کیا، سچ بات بولی، ہم سچ بات عوام سے کریں گے تو ان کا ہم پر مزید اعتماد بڑھے گا۔ یہ اچھی بات ہے، دوسری بات میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا ان کے پاس چاروں صوبوں کا break-up موجود ہے کہ کہاں کہاں کتنے لوگوں کو payment نہیں ہوئی ہے چاہے وہ سندھ، پنجاب، خیبر پختونخوا ہو یا بلوچستان ہو، ایک تو یہ بتادیں۔ دوسرا یہ بتادیں کہ اگر آپ 90 دنوں میں انہیں payment نہیں کرتے ہیں تو کیا یہ floor of the House وعدہ کریں گے کہ 90 دنوں کے بعد انہیں جو 5% اضافی ادا کرنا ہے کیا وہ انہیں دیں گے کیونکہ یہ Ordinance اور قانون میں موجود ہے کہ آپ 90 دنوں کے بعد اگر payment کریں گے تو انہیں 5% اضافی payment دی جائے گی، میرا بس یہ سوال ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: معزز سینیٹر بھائی کے لیے کہنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس جتنے بھی claims آئے ہیں اس میں پشاور، ملتان، لاہور اور south اس south کا مطلب میرے خیال میں سندھ ہی ہو گا۔ (جاری۔۔۔۔۔T/03)

T03-04Dec2025 FAZAL/ED: Shakeel 04:50 pm

جناب عبدالعلیم خان (وزیر برائے مواصلات): (جاری ہے۔۔۔۔۔) اس South کا مطلب میرے خیال میں سندھ ہی ہو گا۔ اگر نہیں بھی ہے تو میں آپ کو اس کو معلوم کر کے دیتا ہوں۔ لیکن میرے پاس جتنے بھی claims آئے ہیں وہ total number of claims 33830 ہیں۔ تو یہ نہیں ہو سکتا کہ اس میں سے کسی ایک صوبے کے حساب سے ہمیں claims آئے ہوں، یہ پورے پاکستان کے claims ہیں۔

سینیٹر سید وقار مہدی: اس کا breakup آپ ذرا دے دیں۔

جناب عبدالعلیم خان: میں آپ کو breakup ان شاء اللہ تعالیٰ دلوا دیتا ہوں لیکن یہ ہے کہ اس کے اندر جو آپ نے 5 percent کی نشان دہی کی ہے وہ ان کا حق ہے اور وہ ان کو ملنا چاہیے اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ make sure کریں گے جو ان

کا حق ہے وہ ان کو ملنا چاہیے اور میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ان لوگوں کا حق ہے اور حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کے claims کو ان کے مطابق ان کو دیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سینیٹر مولانا عبدالواسع صاحب۔ Last question.

سینیٹر عبدلواسع: میں Bill پر بات کرنا چاہتا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، اس پر تو نہیں، وہ بعد میں ان شاء اللہ۔ جی، اگلے سوال پر۔ جی، سوال نمبر 7 سینیٹر طلحہ محمود صاحب۔

(Q. No. 7)

سینیٹر محمد طلحہ محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس میں محترم وزیر صاحب نے indicate کیا ہے کہ یہ جو سوال میں نے کیا ہے وہ Booni-Torkhow road کے حوالے سے ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ C&W ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہے۔ جناب چیئرمین! میں ایک بات کرنا چاہوں گا اس وقت منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ Torkhow پوری ایک تحصیل ہے اور اس کے ساتھ دوسری ایک تحصیل Molkhow ہے۔ یہ دو تحصیلیں ہیں اور یہ main road بنتی ہے۔ میرے حساب سے یہ NHA کی روڈ بنی چاہیے۔ کیا اس کے اوپر کوئی ایسا غور ہو سکتا ہے کہ یہ دو تحصیلوں کے اندر ایک بھی NHA کی روڈ نہیں ہے جس کی وجہ سے وہاں پر roads کے حوالے سے بہت زیادہ مسائل ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر اگر آپ کی کوئی تجویز زیر غور ہو تو kindly بتائیے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: معزز سینیٹر صاحب نے جس چیز کی نشاندہی کی ہے۔ ہمارے پاس چونکہ ان کا یہ سوال آیا تھا کہ یہ جو Communication کے under آتی ہے۔ جناب چیئرمین! Ministry of Communication نے اس کی نشان دہی کی ہے کہ یہ C&W ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف KP کے under آتی ہے۔ لیکن جس بات کی نشان دہی یہ اب کر رہے ہیں، یہ بالکل

viable ہو سکتی ہے۔ جناب چیئرمین! اس کا ایک process ہے۔ آگے ان کے اپنے سوال ہیں، جس میں گورنمنٹ آف KP نے کچھ roads ہمیں ٹرانسفر کی ہیں۔ اگر وہ یہ road بھی ہمیں اس طرح ٹرانسفر کر دیں اور آپ جس طرح فرما رہے ہیں اگر یہ viable ہو تو ہم اس کو take up کر سکتے ہیں۔ Ministry of Communication اس کو لے سکتی ہے اور اس کی جو rebuild کرنا ہے یا اس کو بہتر کرنا ہے وہ ہم اپنے ذمے لے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی کوئی ضمنی سوال؟ جی، فلک ناز صاحبہ۔

سینیٹر فلک ناز: سینیٹر طلحہ محمود صاحب Torkhow and Booni Bozned road کے بارے میں جو بتا رہے تھے۔ منسٹر صاحب نے صحیح کہا ہے یہ C&W کے under آتا ہے۔ الحمدللہ شکر ہے کہ وہ کام زور و شور سے جاری ہے اور blacktopping بھی ہو چکا ہے۔ Torkhow میرا گاؤں ہے اور وہاں تک blacktopping ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر بلال مندوخیل صاحب۔

سینیٹر بلال احمد خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! جس طرح میرے بھائی طلحہ محمود صاحب نے یہ سوال کیا۔ اس میں منسٹر صاحب بتا رہے ہیں کہ یہ roads C&W Department کے ہیں۔ یہ صوبائی حکومتوں کا ایک محکمہ ہوتا ہے جس میں roads and buildings کے حوالے سے کام ہوتا ہے۔ تو جس طرح انہوں نے کہا کہ چترال میں کچھ roads ایسے ہیں جو National Highways کے under ہونے چاہیے۔ تو میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ process ہمیں بھی بتائیں تاکہ ہمارے بلوچستان کے بہت سارے ایسے roads ہیں جو اس وقت صوبائی حکومت کے under ہیں لیکن وہ ان کے control سے باہر ہیں۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ وہ roads بھی ہم نیشنل ہائی وے کو handover کریں اور نیشنل ہائی وے انہیں takeover کر کے وہ ان کو مرکزی سطح پر بنائیں۔ تو kindly مجھے یہ بتائیں کہ ہم بلوچستان والے بھی اس سلسلے میں آپ سے یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ یہ process کیا ہے؟ کیا حکومت بلوچستان آپ کو handover کرے گی یا آپ خود takeover کریں گے؟ جناب چیئرمین! kindly اس کے بارے میں ذرا مجھے بتا دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، منسٹر صاحب! فلک ناز صاحبہ کا اور ان دونوں کا جواب دے دیں۔

جناب عبدالعلیم خان: ہماری سینیٹر بہن نے جس بات کی نشان دہی کی ہے۔ انہوں نے تو میرے خیال میں جو KP حکومت کے under سڑک تھی اس کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ وہ سڑک بن چکی ہے۔تو بہت اچھی بات ہے اگر وہ بن گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ سب کے لیے وہ اچھا ہو گیا لیکن اس کے علاوہ بھی میری گزارش یہ ہے کہ بلوچستان میں،KP میں،آزاد کشمیر میں یا GB میں اگر کوئی ایسی سڑک ہے جو آپ سمجھتے ہیں کہ اس کو منسٹری اف کمیونیکیشن کو لے لینا چاہیے تو آپ کا وہ محکمہ اور وہاں کی حکومت جو صوبائی حکومت ہے وہ ہمیں لکھ کر دے گی کہ جی آپ لے لیں تو ہم اس کے بعد ان کے ساتھ بیٹھ کر اس کے اوپر بات کریں گے۔ اگر آپ کی کوئی خاص سڑک ہے۔

(مداخلت)

جناب عبدالعلیم خان:آپ میری بات تو complete ہونے دیں پھر آپ بات کریں۔ اگر کوئی ایسی خاص سڑک ہے جس کی نشان دہی ہمارے سینیٹر بھائی کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے میں حاضر ہوں۔اگر وہ مجھے کہہ دیں گے تو میں بھی وہاں کی ان کی حکومت کے ساتھ یا ان کے ان کے چیف منسٹر کے ساتھ یا چیف سیکرٹری کے ساتھ اس کو take up کر لوں گا۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جس روڈ کے حوالے سے میں بات کر رہا ہوں اس کی حال اگر آپ وہاں پر جا کر دیکھیں تو اپ کو پتا چلے گا۔اگر میں اس میں یہ کہوں میری محترمہ سینیٹر فلک ناز صاحبہ یہاں پر بیٹھی ہیں تو میں اب یہ بات کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن اب مجھے یہ بات کرنی پڑ رہی ہے کہ میں آج سے کچھ دن پہلے اس روڈ کے اوپر گیا ہوں اس روڈ کی حالت اتنی خراب تھی کہ وہ تقریبا دو کلومیٹر اس کا start تھا اور وہاں پر گاڑی چلنا مشکل تھی کیونکہ وہاں پر اتنے کھڈے تھے۔ اس کے اوپر وہاں پر FIRs درج ہوئی ہیں پھر وہاں پر بڑا احتجاج ہوا۔ اس احتجاج کو ختم کرنے کے لیے اس دو کلومیٹر کے اوپر میں اپنی جیب سے 50 لاکھ روپے سے زیادہ لگا چکا ہوں اور ابھی مجھے اور دینے ہیں وہاں پر کہ اس روڈ کو صرف دو کلومیٹر کی حد تک جس کے بارے میں میری محترمہ میرے لیے بہت احترام ہے کہ وہاں پر blacktopping ہو گئی ہے۔ دودھ کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہاں پر نکاسی آب کا جو طریقہ کار ہے وہ وہاں پر موجود

نہیں ہے اور وہ روڈ آگے بھی جاتی ہے صرف میری محترمہ بہن فلک ناز صاحبہ کے گاؤں تک نہیں جاتی بلکہ آگے بھی جاتی ہے۔ تو میں صرف بتانا یہ چاہتا ہوں کہ یہ ایسا نہیں ہے کہ وہاں پر روڈ بن گئی ہے۔ یہ NHA کی روڈ ہونی چاہیے۔ میں welcome کرتا ہوں اور مجھے بہت خوشی ہوئی ہے اور میں نے محترم منسٹر صاحب کو بڑے غور سے سنا ہے۔ بہت positive response ہے اور کچھ کام کرنا چاہتے ہیں میں آپ کا شکر گزار ہوں اور میری آپ سے درخواست ہوگی کہ آپ اس بات کے اوپر ضرور غور کیجئے گا جس کے اوپر آپ نے indicate کیا ہے کہ یہ پوری دو تحصیلیں ہیں اور وہاں پر NHA کی روڈ نہیں ہے اور آپ نے اس پر بتایا کہ یہ روڈ ہم لے سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس کے اوپر ضرور کارروائی ہونی چاہیے اور اس میں ان شاء اللہ تعالیٰ میرے لائق کوئی contribution ہوگی تو اس contribution کے لیے بھی میں تیار ہوں۔ بہت شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Last question.

سینیٹر بلال احمد خان: منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پہلے تو ان کا شکریہ جس طرح انہوں نے کہا ہمارے طلحہ صاحب نے یہ کہا کہ دو تحصیلیں ہیں جو اس کے ساتھ منسلک ہیں۔ ہمارے بلوچستان کے جن roads کو میں mention کرنا چاہ رہا ہوں وہ دو صوبوں کو آپس میں ملاتے ہیں۔ ایک بلوچستان کو کوئٹہ سے خیبر پختونخوا کے ساتھ connect کرے گا اور ایک بلوچستان کو کوئٹہ سے پنجاب کے ساتھ connect کرے گا۔ اگر اس connectivity میں specifically mention کروں تو خانوزئی سے N-70 کو اگر آپ connect کریں گے براستہ سپیرہ راغہ جو کہ اس وقت ہمارے C&W Department کے under ہے۔ اگر آپ اس کو takeover کریں گے تو کم از کم بلوچستان سے پنجاب خاص طور پر براستہ ملتان پہنچنے والے لوگوں کو 50 سے 55 کلومیٹر فاصلہ کم ہوگا اور اگر آپ ژوب سے میر علی خیل خیبر پختونخوا کو آپ connect کریں گے تو اس سے بلوچستان اور خیبر پختونخوا کے لوگوں کو 90 کلومیٹر کا فاصلہ کم ہوگا۔ تو یہ دو وہ بڑے اہم روڈز ہیں جس میں connectivity بھی ضروری ہے اور فاصلے بھی کم ہوں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سوال کریں۔

سینیٹر بلال احمد خان: سوال میرا یہ ہے کہ جس طرح منسٹر صاحب نے کہا کہ حکومت بلوچستان یہ ہمارے حوالے کرے گی تو مجھے صرف یہ بتایا جائے کہ حکومت بلوچستان میں کس سے یہ درخواست آپ کی طرف آئے گی۔ مجھے بتایا جائے تاکہ میں اس میں اپنا کردار ادا کر کے حکومت بلوچستان کی طرف سے NHA کو وہ درخواست forward کراؤں۔ Kindly مجھے صرف اتنا بتا دیں باقی میں خود کر لوں گا ان شاءاللہ۔

(جاری ہے۔۔۔۔۔T04)

T04-04Dec2025 Rafaqat Waheed/Ed: Mubashir 5:00 pm

سینیٹر بلال احمد خان: (جاری) مہربانی فرما کر مجھے صرف اتنا بتا دیں، باقی میں خود کر لوں گا، انشاءاللہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب! معزز سینیٹر بھائی کے لیے میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ درخواست تو ان کی حکومت کی طرف سے آئے گی، چیف منسٹر اور چیف سیکرٹری صاحب کی طرف سے آئے گی لیکن جو اس وقت ہمارا نیٹ ورک ہے، اس میں کوئی 44% نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے پاس جو road network ہے، وہ بلوچستان میں situated ہے۔ اس وقت ہمارا جو ٹوٹل پاکستان کا نیٹ ورک ہے، اس میں سے 44% صرف اور صرف بلوچستان سے related ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر طلحہ محمود صاحب۔

(Q.No.8)

جناب ڈپٹی چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب! میں نے ذکر کیا ہے کہ بہت ساری جگہوں کے اوپر، دریا کے ساتھ ساتھ main road ہے اور وہ ٹوٹی پھوٹی ہوئی ہے اور اس کی حالت چلنے کے قابل نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے آئے دن وہاں پر accident ہوتے ہیں۔ کافی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ پوری گاڑی اس کے اندر ڈوب گئی اور کئی لوگ وفات پا گئے۔ اب تک اس طرح کی درجنوں اموات ہو چکی ہیں۔ میں نے اس سوال میں گزارش یہ کی تھی کہ اس سڑک کے ساتھ grill نہیں ہے اور وہ لگنی چاہیے۔ آپ نے جواب میں اس کی feasibility کے حوالے سے کوئی بات کی ہے۔

اس کے علاوہ باقی تفصیلات بھی ہیں۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وہاں پر بالکل کسی جگہ پر بھی ہمیں grill نام کی کوئی چیز یا کسی قسم کی رکاوٹ نظر نہیں آتی۔ منسٹر صاحب ہمیں بتائیں کہ وہ اس حوالے سے کیا کر سکتے ہیں کیونکہ یہ انسانی جانوں کا سوال ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ کوئی چھوٹا موٹا نقصان ہے۔ اس سے لوگوں کی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب! میں معزز سینیٹر بھائی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے جو بات کی ہے، بالکل ٹھیک ہے، سو فی صد ٹھیک ہے۔ ہمارے محکموں کی بہت ساری نالائقیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ پہلے انتظار کرتے ہیں کہ پوری سڑک بن جائے اور اس کے بعد ہم guardrail لگائیں گے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذانِ مغرب سنائی دی)

جناب عبدالعلیم خان: چیئرمین صاحب! جس طرح میں پہلے عرض کر رہا تھا کہ جو نشاندہی ہمارے سینیٹر بھائی نے کی ہے، وہ بالکل ٹھیک ہے۔ ہماری بہت ساری کوتاہیوں میں سے ایک کوتاہی یہ بھی ہے کہ ہم پہلے پوری سڑک کے تیار ہونے کا انتظار کرتے ہیں، اس کے بعد اس کی dressing کی جاتی ہے جس میں اس کے shoulders بنائے جاتے ہیں اور پھر ان shoulders کے بعد protective rails لگائی جاتی ہیں جو کہ بالکل غلط ہے۔ جس portion کے اوپر ہمارا کام ہو جاتا ہے، اس portion کے اوپر ہمیں ساتھ ساتھ وہ rails لگانی چاہییں تاکہ لوگوں کی جانوں کو بچایا جاسکے۔ میں اپنے سینیٹر بھائی کو یہ assure کراتا ہوں کہ ہم انشاءاللہ تعالیٰ، اگلے کچھ مہینوں کے اندر اندر ان ساری سڑکوں کے اوپر اس بات کو ensure کریں گے کہ وہاں protected rails لگیں۔ سب سے پہلے وہ لگیں گی، اس کے بعد اگر کسی سڑک کا کام ہوا تو وہ بعد میں ہوتا رہے گا لیکن لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کرنا اور وہاں پر کوئی حادثہ نہ ہو، اس کو ensure کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ جو نشاندہی انہوں نے کی ہے، وہ بالکل ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر منظور کاکڑ صاحب۔

سینیٹر منظور احمد: جناب چیئرمین! معزز وزیر صاحب سے نے سڑکوں کے حوالے سے بات کی اور طلحہ محمود صاحب نے اپنے علاقے کے حوالے سے چیزیں ایوان کے سامنے رکھی ہیں اور ان کی طرف نشاندہی کی ہے۔ بلوچستان کے حوالے سے یہاں پر بات ہوئی کہ وہاں سے کوئی لیٹر آئے گا، ایک process ہے، منسٹر صاحب نے بالکل ٹھیک کہا کہ بلوچستان سے جب لیٹر آئے گا تو تب جا کر یہ hand over ہو جائے اور پھر اس پر کام ہوگا۔ میں منسٹر صاحب کے knowledge میں ایک چیز لانا چاہتا ہوں۔ جو سڑک NHA بنا رہا ہے، جس کو ہم خونی روڈ کہتے ہیں، چمن کوئٹہ سے لے کر کراچی تک، اس کے حوالے سے NHA نے کیا کام کیا ہے؟ اس کے حوالے سے میں ان کو بتا دیتا ہوں، منسٹر صاحب کے knowledge میں بھی ہوگا، ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ لوگ ابھی بھی عذاب میں مبتلا ہیں، ابھی بھی وہاں پر accidents ہو رہے ہیں۔ پہلے بھی ایک حسنین نامی کنسٹرکشن کمپنی اس میں کام کر رہی تھی، پھر وہ mobilization اور دوسری چیزیں لے کر بھاگ گئی۔ کیا ان کے پاس ایسا کوئی طریقہ کار ہے کہ جو کمپنیاں اس طرح کے کام لے کر اور پھر انہیں چھوڑ کر لوگوں کو تکلیف دیتی ہیں، جو بنے بنائے روڈ توڑتی ہیں اور اس کے بعد چلی جاتی ہیں، کیا وہ black list ہوئی ہیں یا ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے؟ ایک اور روڈ ہے ہرنائی کا، وہ بھی NHA کے زیر انتظام ہے۔ کیا اس پر کوئی کام ہوا ہے؟ اس کراچی روڈ کے حوالے سے ہم دس سال سے اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں کہ یہ ایک خونی شاہراہ ہے، اس پر بہت اموات ہوئی ہیں، اس کی وجہ سے بہت سے گھر اُجڑ گئے ہیں لیکن ابھی تک وہ روڈ ویسے کا ویسا ہی پڑا ہوا ہے۔ منسٹر صاحب اس سوال کا جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: معزز سینیٹر بھائی نے جو بات کی ہے، یہ بالکل ٹھیک ہے۔ یہ روڈ واقعی خونی روڈ ہے۔ اس پر ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ اس پر حکومت نے اس سال، خاص طور پر جو آپ کی پٹرول لیوی تھی، اسے اس روڈ کے بنانے کے لیے redirect کیا ہے۔ اس کا نام اب 'پاکستان ایکسپریس وے' ہے۔ یہ throughout کراچی سے لے کر چمن تک بن رہی ہے۔ وہاں کے security حالات اور باقی حالات کے مطابق اس کا ٹھیکا FWO کو دیا گیا ہے۔ آپ نے جس کمپنی کی نشاندہی کی، اس کے خلاف اگر کوئی تادیبی کاروائی کی گئی ہے تو میں آپ کے علم میں ضرور لے کر آ جاؤں گا۔ آپ نے بالکل ٹھیک نشاندہی کی ہے، ایسی کمپنیوں کو black list کرنا چاہیے تاکہ وہ آئندہ کسی اور project کے اندر شامل نہ ہو سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر مشال یوسفزئی صاحبہ۔

سینیٹر مشال اعظم: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں طلحہ محمود صاحب کی باتیں سن رہی تھی۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ ان کا تعلق کوہستان سے ہے لیکن ان کو چترال کا بہت درد ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سوال کریں۔

سینیٹر مشال اعظم: میں question کی طرف ہی آ رہی ہوں۔ یہاں خیبر پختونخوا حکومت کی بات ہوئی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، اس طرح نہیں۔

سینیٹر مشال اعظم: بات تو سنیں، میں آپ کی تعریف کر رہی ہوں لیکن آپ خفا ہو جاتے ہیں۔ میں آپ کی تعریف کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے chair کو مخاطب کرنا ہے اور question کے علاوہ کچھ نہیں بولنا ہے۔

سینیٹر مشال اعظم: میں آپ کی تعریف کر رہی ہوں اور میں chair سے ہی مخاطب ہوں کیونکہ یہاں پر سوال ہوتے ہیں اور پھر علیم خان صاحب نے کہا کہ خیبر پختونخوا سے انہوں نے پوچھا اور انہوں نے details دیں۔ [*****][1] لیکن میں چونکہ چترال کے متعلق سوال کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہم مشال یوسفزئی کے یہ الفاظ expunge کرتے ہیں۔ سوال کرنا ہے تو کر لیں ورنہ مشال کا مائیک بند کریں۔ مشال کا مائیک بند کریں۔

(T05---پر جاری ہے)

T05-4Dec2025 Abdul Razique/Ed: Khalid 05:10 p.m.

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحبہ نے سوال کرنا ہے تو کریں ورنہ ان کا مائیک بند کریں۔

(مداخلت)

[1] *[Words expunged as ordered by Mr. Deputy Chairman]*

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر مشال اعظم کا مائیک بند کریں۔ جی سینیٹر وقار مہدی صاحب۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر سید وقار مہدی: بہت شکریہ، جناب! ۔۔۔۔

(اس موقع پر سینیٹر مشال اعظم اپنی نشست پر کھڑے ہو کر احتجاج کرنے لگی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ تقریر نہ کریں بلکہ سوال کریں۔ طلحہ محمود صاحب، براہ مہربانی آپ اپنی نشست پر بیٹھ جائیں۔ سینیٹر بلال احمد صاحب آپ بھی بیٹھیں۔ جی سینیٹر وقار مہدی صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: طلحہ محمود صاحب، براہ مہربانی بیٹھ جائیں۔

سینیٹر سید وقار مہدی: جناب، آپ پہلے انہیں خاموش کرائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ لوگ تقریر نہ کریں۔ جی وقار مہدی صاحب، آپ بات کریں۔

سینیٹر سید وقار مہدی: بہت شکریہ، جناب! میں صرف یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ جہاں این ایچ اے پر تنقید ہوتی ہے، وہاں تعریف بھی کرنی چاہیے کہ کراچی میں Lyari Expressway پر یہ بڑا اچھا کام کر رہے ہیں اور وہاں protection wall لگا رہے ہیں۔ یہ ایک بہت اچھی بات ہے اور میں تعریف کرتا ہوں اس بات کی کہ وہاں کام ہو رہا ہے لیکن اس کے ساتھ، ساتھ کراچی میں جو Northern Bypass ہے، اس کی حالت بھی خراب ہے کیونکہ بلوچستان کا جو goods transport ہے، وہ حب سے نکل کر سپر ہائی وے آتا ہے اور پھر up country جاتا ہے۔ اس کی بھی حالت کو بہتر کرنا چاہیے۔ دوسرا میں یہ بھی نشاندہی کروں کہ سندھ کا ایک بہت بڑا project ہے جو 2017 سے چل رہا ہے لیکن اب تک مکمل نہیں ہو سکا۔ وہ جامشورو۔ سیہون روڈ ہے اور 132 کلومیٹر کی روڈ ہے۔ اس کا کوئی 30 کلومیٹر کا حصہ ابھی باقی ہے۔ وہ دورویہ جو سڑک بن رہی ہے، وہ بھی بن رہی ہے اور یہ سندھ حکومت اور وفاقی حکومت کا مشترکہ project ہے۔ اس میں دونوں کا برابر کا share تھا۔ اس میں ساڑھے سات ارب روپے سندھ حکومت کا share اور ساڑھے سات ارب روپے Federal

Government کا تھا تو میری معزز فیڈرل منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ جامشورو- سیہون روڈ کو جلد از جلد مکمل کرنے کے احکامات دیے جائیں اور اس کی timeline دی جائے کہ کتنے عرصے میں یہ جامشورو- سیہون روڈ مکمل ہو جائے گی اور Northern Bypass پر بھی کوئی توجہ دی جائے گی یا نہیں، بہت شکریہ۔

(سینیٹر مشال اعظم اپنی نشست پر کھڑے ہو کر احتجاج کرتی رہی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب آخری ضمنی سوال ہے۔ جی، سینیٹر بلال احمد خان۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر بلال احمد خان: شکریہ، چیئرمین صاحب! میرا honourable Minister سے سوال یہ ہے کہ جیسے منسٹر صاحب نے یہ بات کی کہ اس وقت بھی این ایچ اے کے پاس بلوچستان کا area یعنی 44 per cent of the country ہے اور وہ اس کے ساتھ connected ہے۔ جو باقی پاکستان ہے، وہ الحمدللہ آبادی کے لحاظ سے connected ہے لیکن ہمارا بلوچستان جو ہے، وہ رقبے کے لحاظ سے بڑا ہے لیکن آبادی کے لحاظ سے چھوٹا ہے۔ ہمارے جو روڈ ہیں، ایک area سے دوسرے area تک جانے میں بڑے فاصلے ہیں۔ جس طرح میرے بھائی سینیٹر طلحہ محمود نے ابھی guardrails کی بات کی کہ وہ لگائے گئے ہیں لیکن ہماری سڑکوں پر عام accidents ہوتے ہیں۔ جو guardrails ہیں، اس سے ایک secure and safe چیز تو بن سکتی ہے لیکن خدانخواستہ accident ہونے کے بعد جو first aid ہوتی ہے، وہ انتہائی اہم ہے۔ کیا مجھے منسٹر صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ first aid کے حوالے سے جو centers بنے ہیں، ان کی بلوچستان اور باقی پاکستان میں کتنی تعداد ہے؟ First aid کے حوالے سے جو مزید centers بننے ہیں، وہ بلوچستان اور باقی پاکستان میں کتنے بنیں گے اور کب تک بنیں گے؟ جو موجودہ centers ہیں، ان کو upgrade کیسے کیا جائے گا اور یہ up-gradation کب تک ہو گی؟ ایک center سے دوسرے center کے درمیان کتنا فاصلہ ہوگا تاکہ خدانخواستہ کسی بھی قسم کی accident ہونے کے بعد ان مریضوں کو first response دینے کے لیے وہ کیا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ Kindly یہ مجھے بتا دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب! اگر آپ لوگ آرام سے ایک، ایک کرکے مجھ سے سوال پوچھیں تو میں حاضر ہوں اور آپ سب کے جواب دینے کے لیے تیار بیٹھا ہوں۔ لیکن براہ مہربانی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آج اصل میں اپوزیشن کے پاس کوئی نیا issue نہیں ہے تو آج یہ issue بن گیا ہے کیونکہ ان صاحب سے تو ملاقات ہو چکی ہے۔ جی منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب! میرے محترم سینیٹر صاحبان نے جو سوال کیا ہے، میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔ میں سینیٹر سید وقار مہدی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جو Lyari Expressway بن رہی ہے، آپ نے اس کی تعریف کی۔ وہ ابھی incomplete ہے اور ان شاءاللہ تعالیٰ کراچی کے عوام کے لیے وہ ایک تحفہ ہوگا اور آپ دیکھیں گے کہ وہ دنیا کی کسی بھی بہترین expressway سے کم نہیں ہوگی۔ وہ 16 کلومیٹر ایک side اور 16 کلومیٹر دوسری side پر ہے۔ ہم اسے international standard پر بنا رہے ہیں اور Prime Minister and Chief Minister مل کر اس کا افتتاح کریں گے ان شاءاللہ۔ دوسری بات یہ کہ آپ نے جو Northern Bypass کی نشاندہی کی، ہم کراچی سے حیدرآباد جو موٹروے بنا رہے ہیں، وہ اس میں شامل ہے۔ وہ بھی کراچی کے شہریوں اور میرے سندھ کے بہن، بھائیوں کے لیے ایک بہت بڑا تحفہ ہوگا ان شاءاللہ تعالیٰ۔ یہ کراچی پورٹ سے شروع ہو کر حیدرآباد اور پھر سکھر جائے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چمن سے کراچی تک جو روڈ جاتی ہے، آپ اسے بھی خصوصی طور پر دیکھیں۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب! یہ جو ہماری روڈ ہے، اب یہ Pakistan Expressway کہلاتی ہے۔ وہ حب سے شروع ہوگی۔ اس پر کام جاری ہے اور ان شاءاللہ اس کی دو سال میں completion ہے۔ اس کے لیے حکومت نے خاص طور پر funds allocate کر دیے ہیں۔ وہ PSDP کا حصہ نہیں ہے اور PSDP سے پیسے نہیں لیے جا رہے ہیں۔ اس کے لیے ہمیں petroleum levy کے against جو پیسے بچتے ہیں، وہ سارے کے سارے اس Expressway کے لیے مختص کیے جا رہے ہیں۔ میرے بھائی سینیٹر بلال احمد نے بلوچستان میں first aid services کی بات کی۔ جو ہمارے 1122 Rescue Centres ہیں، یہ بہت important ہیں۔ یہ بھی

بہت important بات ہے کہ ہمارے Motorway, Highways and Expressways پر جو accidents ہوتے ہیں، کئی کئی گھنٹے تک مریض اسپتال نہیں پہنچ پاتا۔ اس کے لیے میں نے اپنی قوم سے وعدہ کیا تھا ہم اس کے لیے air ambulance service لے کر آ رہے ہیں۔ Helicopters جو ہیں، وہ مریض کو اٹھایا کریں گے اور جو قریب ترین اسپتال ہے، ان شاءاللہ وہاں تک پہنچائیں گے۔ ان سڑکوں پر اگر کسی قسم کا accident ہوتا ہے، پاکستان کے ایک، ایک شہری کی جان کی حفاظت کرنا ہماری ذمہ داری ہوتی ہے۔ ہم جب لوگوں سے toll لیتے ہیں تو ہم اس کے لیے بھی ذمہ دار ہیں کہ اگر خدانخواستہ کسی وقت بھی کسی جگہ پر accident ہو جائے تو ہم ان کو فوری طور پر first aid بھی دیں اور انہیں وہاں سے اٹھا کر فوری طور پر اسپتال لے کر جائیں۔ ان شاءاللہ تعالی اگلے سال سے پاکستان کے تمام Highways پر یعنی گوادر سے لے کر China کے باڈر تک آپ کو ہر جگہ پر یہ چیز نظر آئے گی۔ ہمارا ایک بھی مریض اس لیے نہیں مرے گا کہ اس کو first aid نہیں پہنچی۔ First aid پہنچانا ہماری ذمہ داری اور ہم ان شاءاللہ ان کو پہنچاکے رہیں گے، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: منسٹر صاحب، آپ خاص طور پر چترال روڈ پر بھی توجہ دیں اور اسے بنادیں۔ سینیٹر مشال اعظم آپ بیٹھ جائیں۔ Next question, please.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سوال نمبر 9۔

(Q. No. 9)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب، میں نے اس سوال میں مستوج روڈ کے حوالے سے بات کی ہے۔۔۔

(مداخلت)

(اس موقع پر سینیٹر مشال اعظم نے کورم کی نشاندہی کی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر مشال اعظم نے کورم کی نشاندہی کی ہے۔ماشاء اللہ،specially آج آپ اسی کام کے لیے صوابی سے آئی تھیں کیونکہ کوئی اور issue تو نہیں تھا۔ جی گنتی کریں۔

(اس موقع پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی کورم پورا ہے۔ ابھی جس نے بھی کورم کی نشاندہی کی، اس کا باقی اجلاس میں آنا منع ہے اور یہ میری Ruling ہے۔ جی سینیٹر طلحہ محمود صاحب۔آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب، مستوج سے چترال کی طرف جو روڈ جاتی ہے، محترم وزیر صاحب نے مجھے اس کی کافی تفصیلات دی ہیں۔ میں اس میں صرف اس چیز کی نشاندہی کرنا چاہ رہا ہوں کہ۔۔۔۔ (جاری T06)

T06-04Dec2025 Babar/Ed:Shahkeel 5:20PM

سینیٹر محمد طلحہ محمود: (جاری۔۔) مستوج سے چترال کی طرف جو روڈ جاتی ہے، محترم وزیر صاحب نے مجھےاس کی کافی تفصیلات دی ہیں۔ میں اس میں صرف ایک نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ یہ مجھے بتا سکتے ہیں کہ ایسا تو نہیں کہ جتنا اس road کے اوپر کام ہوا ہے، اس سے بہت زیادہ اس کو رقم ملی ہوئی ہے؟ دوسری بات یہ کہ یہ جو بروغل ہے، یہ border کے ساتھ touch ہے۔ منسٹر صاحب سے مستوج روڈ کے حوالے سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ روڈ کل کو defence purposes کے حوالے سے بھی بڑی important road ہےاور یہ جگہ Afghanistan کی Wakhan Corridor کے ساتھ touch کر رہی ہے تو کیا ایسی کوئی تجویز ہے کہ اس کو NHA اپنے control میں لے کر اس کو ایک national level کی ایک بہترین road بنائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب معزز ممبر نے جن باتوں کی نشاندہی کی ہے، پہلی بات تو یہ کہ یہ جو چترال سے شندور تک روڈ ہے، یہ 153 کلومیٹر کی ہے اور اسے چار packages میں divide کیا گیا ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ اس میں package one پر 44 فیصد، package two پر 25 فیصد، package three پر 37 فیصد، اور package four پر 27 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔

میں نے کل اس پر meeting کی تھی اور ہم نے دیکھا کہ اس میں ایک چیز کی کمی تھی کہ Upper Chitral میں کچھ areas میں land acquisition کا رہتا تھا۔ اس کے لیے پیسے دینے تھے اور میں نے کل ہی approve کر دیا۔ 1.2 billion will be given to DC in this week انشاءاللہ تعالیٰ۔ ایک ہفتے کے اندر ہم وہ پیسے دیں گے تاکہ آپ کی یہ سڑک بنے۔ اس کے لیے مجھے محکمے نے دسمبر 2026 کا کہا ہے لیکن میں اپنے معزز بھائی کے ساتھ مل کر یہ کوشش کروں گا ہم اسے اس سے پہلے تیار کر لیں۔ یہ بہت important road ہے اور اس کے لیے جتنے بھی ہمیں پیسے دینے پڑیں، ہم دیں گے۔ میں نے ان کو یہ بھی کہا کہ اگر ہمیں پیسوں کے لئے PSDP سے پیسوں کی کمی بھی ہوئی تو ہم اس کو bridge کرنے کے لئے اور اپنے پیسے بھی لگا کر اس کو bridge کر دیں گے تاکہ یہ کام time پر ہو جائے۔ میں آپ تمام ممبران سے کہنا چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا project جو وہ سمجھتے ہیں کہ وہ NHA کے پاس ہونا چاہیے، ابھی سینیٹر بھائی نے جس بات کی نشاندہی کی، اس کے لیے بھی وہی طریقہ کار ہوگا جو ہم نے اس سے پہلے والے project کے لیے discuss کیا تھا کہ وہاں کی جو Provincial Government ہے، وہ ہمیں لکھ کر دے گی تب ہی ہم اسے NHA میں لا سکتے ہیں otherwise ہم کسی بھی Province کی زمین کو کسی بھی project کے لیے اپنے پاس نہیں لا سکتے۔ اس کے علاوہ تمام جو معزز ممبران بیٹھے ہیں، میں انہیں Pakistan Tourism Roads کے متعلق بھی بتانا چاہتا ہوں۔ جو اس وقت maximum tourism ہے، اس وقت جو maximum tourists ہیں، وہ پاکستانی ہیں۔ خاص طور پر summer کے جو چار مہینے کا time ہوتا ہے، اس میں ہم نے ان سب roads کی نشاندہی کی ہے اور وہ تمام roads خواہ وہ KP, AJK or Gilgit Baltistan میں ہیں، ہم نے ان سب کو کہا ہے کہ براہِ مہربانی یہ roads آپ ہمیں دے دیں۔ ہم انہیں اپنے پیسوں سے بنائیں گے، اپنے funds سے بنائیں گے تاکہ آپ کے یہ roads بن جائیں اور جو local tourism ہے، اس کا فروغ ہو سکے۔

جناب! میں ایک اور بات آپ سب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں پر بھی کوئی toll لگ رہا ہے، وہاں کا کوئی local بندہ اس toll میں ایک روپیہ بھی نہیں دے گا اور وہ تمام لوگوں کے لیے free ہوگا۔ پنجاب یا سندھ سے لوگ summer vacations کے لیے اپنے tourist destinations پر جانا چاہتے ہیں تو صرف وہ toll دیں گے لیکن جو چترال کا local بندہ ہوگا، وہ toll نہیں دے گا۔ جو گلگت کا ہے، وہ toll نہیں دے گا۔ جو مری کا رہائشی ہے، وہ بھی toll نہیں دے گا۔ ہم یہ toll صرف tourist

کے لیے لگانا چاہتے ہیں۔ براہِ مہربانی اسی کے ساتھ نئی سڑکیں بنانا اور اسی کے ساتھ tourism کا فروغ ممکن ہے۔ ہمارے roads اتنی خراب ہیں کہ جب ہمارے touristجاتے ہیں، اگر وہ کسی بات کا سب سے زیادہcomplaint کرتے ہیں تو سڑکوں کی بدحالی کا کرتے ہیں تو اس لیے ہم یہ سڑکیں بنا رہے ہیں۔ اگر آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ ایسی کوئی سڑک جو اس وقت تک نہیں بنی ہوئی اور اسے بننی چاہیے تو براہِ مہربانی میری notice میں لائیں اور انشاء اللہ تعالی یہ جو tourist destination roads ہیں، ہم اسے اس میں شامل کریں گے، ان شاء اللہ تعالی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر حاجی ہدایت اللہ صاحب۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر ہدایت اللہ خان: چیئرمین صاحب! میں منسٹر صاحب کی توجہ ایک اہم بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ منسٹر صاحب اس وقت مجھے توجہ دے دیں کیونکہ یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ اس کے بعد آپ لوگ گپ شپ لگائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی علیم خان صاحب۔ سینیٹر ہدایت اللہ صاحب سوال کر رہے ہیں۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: یہ ایک اہم مسئلہ ہے کہ بار، بار چترال کے سوالات آپ کے سامنے آ رہے ہیں لیکن چترال کا جو راستہ ہے، یہ چکدرہ سے ہوتے ہوئے پھر چترال جائے گا۔ چکدرہ اور چترال کا تیمر گرہ تک جو road ہے، اس کے لیے Korean Government نے 2021 میں پیسے مقرر کیے تھے اور اس کی feasibility کے بھی چار سال گزر گئے ہیں۔ یہ August, 2027 میںcomplete ہونا ہے۔ ابھی 2025 ختم ہونے والا ہے تو ایک، ڈیڑھ سال میں کیا بنے گا۔ اگر چار سال میں اس پر کوئی کام نہیں ہوا اور یہ تو وہ مشہور بات ہے کہ آگے دوڑ اور پیچھے چھوڑ مطلب آپ یہ روڈ چکدرہ سے تیمر گرہ تک نہیں بنائیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ Chair کو مخاطب کریں۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: میں Chair سے مخاطب ہوں لیکن بات ان کی طرف کر رہا ہوں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ چکدرہ سے تیمر گرہ اور تیمر گرہ سے چترال تک جو road ہے، اس کی ابھی تک feasibility نہیں بنی۔ ہم تین سال سے بار، بار یہ سوال کرتے آ رہے ہیں لیکن منسٹر صاحب تو ابھی منسٹر بنے ہیں لیکن کم از کم تین سال سے کمیٹیوں میں اس پر اور۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ان شاءاللہ آپ کو positive جواب ملے گا۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: پچھلی Committee meeting میں بھی اس پر بحث نہیں ہوئی کیونکہ طلحہ محمود صاحب آئے نہیں تھے۔ ہم نے ابھی ایک سوال پیش کیا تھا لیکن اس پر بات کی ہے تو میرے خیال میں یہ بہت ضروری road ہے۔ اس پر بہت rush ہوتا ہے۔ اس پر پانچ اضلاع باجوڑ، اپر چترال ،لوئر چترال ، اپر دیر اور لوئر دیر کا آمدورفت ہے۔ یہ پانچ اضلاع اس پر ہیں اور single road ہے۔ روزانہ کے حساب سے اس پر accidents ہوتے ہیں اور قیمتی جانیں شہید ہو جاتی ہیں تو میرے خیال میں یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ ہم Minister صاحب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتے ہیں کہ وہ اس پر توجہ دیں اور یہ کام شروع کریں کیونکہ feasibility تو چار سال میں تیار نہیں ہوئی۔ ابھی تک ان کے department کے جو لوگ آتے ہیں، وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم آپ کو یہ اگلے اجلاس میں پیش کریں گے اور اسی اگلے اجلاس میں تین سال گزر گئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تین سال تو Minister صاحب کو بنے ہوئے نہیں ہوئے۔ آپ سابقہ کے بھی کھاتے اس میں میں ڈال رہے ہیں۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: نہیں۔ پہلے بھی Minister تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چلیں آپ کو Standing committee کا Chairman بننے پر بھی ہم مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: اس کے لیے تو Minister ہی Chair ہوتا ہے لیکن اگر Minister نہ بھی ہو تب بھی کوئی تو Chair ہوتا ہے۔ جس طرح آج آپ Chair پر بیٹھے ہیں تو ہم Chair کو مخاطب کرتے ہیں تو ہم منسٹر صاحب کو مخاطب ہیں جو Chair پر بیٹھا ہوتا ہے وہی Minister ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگر آپ انہیں موقع دیں گے تو ہی وہ جواب دیں گے۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: مجھے تسلی سے جواب دیا جائے۔ میں Minister صاحب سے یہ request کروں گا کہ وہ آج ایک خوشخبری سنا دیں۔ ایک وقت دے دیں کہ تاکہ لوئر دیر، اپر دیر اور چترال کے لوگ خوش ہو جائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہاں دیر کے بارے میں آپ کے کافی جذبات ہیں۔ درمیان میں چارسدہ اور صوابی بھی آتے ہیں۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: اس کے اعلان کریں کیونکہ باقاعدہ باتیں بہت ہو گئیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: معزز سینیٹر نے جو بات کی، جس طرح میں نے پہلے آپ سے عرض کی کہ یہ meeting کل ہی کی ہے اور اس کی جو feasibility ہے، اس میں کوئی delay نہیں ہے۔ اصل میں یہ Korean Bank funded project ہے اور Korean Bank کے funded projects میں جو contractor ہوتا ہے، وہ بھی Korean ہوتا ہے۔ Korean contractor پہلے آ کر پھر کسی وجہ سے چھوڑ کر واپس جا چکا ہے تو یہ دوبارہ بھی اصل میں انہوں نے کرنا ہے۔ آپ نے جو نشاندہی کی ہے، یہ بالکل جائز کی ہے۔ میں اس پر ایک پوری report بنا کر آپ کے ساتھ خود share کروں گا کہ اس میں جو بھی کوئی delay ہے، ہم اسے ختم کریں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو آپ نے نشاندہی کی ہے، یہ بالکل ٹھیک کی ہے۔ اس کی جتنی بھی off shoots ہیں، ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر main road ہی صحیح نہیں بنی ہو گی اور وہ جو road ہے، وہ بہت narrow ہے۔ اس کو dual بھی ہونا ہے اور بہتر بھی ہونا ہے۔ ان شاء اللہ تعالی ہم یہ priority پر بنائیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سینیٹر فلک ناز صاحبہ۔ براہ مہربانی صرف سوال پوچھیں۔

سینیٹر فلک ناز: جی ٹھیک ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ جناب کہ آج آپ نے مجھے دوبار وقت دیا۔۔۔ (جاری۔۔۔ T07)

T07-04DEC2025 Taj/Ed. Mubashir 05:20 p.m.

سینیٹر فلک ناز: جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ کہ آج آپ نے مجھے دوبار وقت دیا۔ وزیر صاحب! آپ سے میرا سوال ہے، آپ نے آج سے تین مہینے پہلے وعدہ کیا تھا، چترال کا جو 8 KMs approach road ہے، جس کو ہم خونی روڈ کہتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ویسے جب طلحہ محمود صاحب بات کرتے ہیں تو پھر آپ کو چترال یاد آ جاتا ہے۔ کیا وجہ ہے، اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟

سینیٹر فلک ناز: نہیں، مجھے خوشی ہے، دیکھیں اچھے کام کی تعریف کرنی چاہیے۔ چیئرمین صاحب! طلحہ محمود صاحب چترال میں بڑے اچھے کام کر رہے ہیں۔ میں appreciate کرتی ہوں، مجھے خوشی ہے۔ میں تو اپوزیشن میں ہوں۔ ان کی حکومت ہے، کیا پتا ان کی وجہ سے چترال کی قسمت بدل جائے۔ منسٹر صاحب! آپ نے کہا تھا کہ دسمبر تک۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: فلک ناز! آپ Chair کو مخاطب کریں۔

سینیٹر فلک ناز: جناب! وہ approach road آٹھ کلومیٹر کا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہمارا جو لواری ٹنل بنا ہے، وہ تیس کلومیٹر کا ہے۔ وہ دنیا کا ایک عجوبہ ہے، نہ وہاں پر lighting system ہے اور نہ ventilation system ہے۔ کئی مریض اُدھر سے لے جاتے ہوئے expire ہو جاتے ہیں۔ وزیر صاحب سے میری درخواست ہے کہ وہ وہاں پر lighting اور ventilation کا بھی بندوبست کروائیں اور اس approach road کے بارے میں ہمیں بتائیں۔ وزیر صاحب نے کہا تھا کہ دسمبر تک مکمل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان (وزیر برائے مواصلات): ہماری بہن نے جو بات کی ہے، نشان دہی کی ہے، بالکل ٹھیک کی ہے۔ میری بہن! چونکہ آپ کا یہ سوال ہمارے پاس نہیں تھا، اس لیے میں اس کی updated detail نہیں لا سکا۔ اس وقت جو progress ہے، اس کی رپورٹ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر ایمل ولی صاحب۔ آج ماشاء اللہ آپ اچھے لگ رہے ہیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: شکریہ جناب! پہلے تو میں آپ کو مبارک باد دے دوں۔ آپ کو پی ٹی آئی والوں نے tough time دے دے کر نکھار دیا، الحمد للہ اب remarks اچھے مل رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کو تو ہماری history کا پتا ہے۔

سینیٹر ایمل ولی خان: سب کا پتا ہے جناب! لیکن یہ tough times نکھار دیتے ہیں۔ ہمارے پارلیمانی امور کے وزیر صاحب کو دیکھیں۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہم جمہوری لوگ ہیں۔ ہماری سیاسی تربیت، ذاتی تربیت ایسی ہوئی ہے۔ ویسے tough time ہمیں کوئی نہیں دے سکتے، نہ اس Chair کو، یہ پاکستان کا Chair ہے۔ جی۔ یہ آخری سوال ہے۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب! ایک matter of public concern ہے کیونکہ ہر کوئی سوال سے اِدھر اُدھر بات کر رہے ہیں۔ سوال چترال کا ہوتا ہے، وہ بلوچستان گھوم کر دیر سے ہوتے ہوئے پھر واپس آجاتے ہیں۔ جناب! ایک public concern ہے۔ M-1 اور M-2 کے بیچ میں، اس پر کافی مرتبہ کمیٹی میں بھی ہماری بات ہوئی ہے۔ پختونخوا سے جتنے بھی مسافر موٹروے پر اسلام آباد ایئرپورٹ کے لیے آتے ہیں، ان کو direct approach نہیں ہے۔ پنجاب کی طرف سے جو اسلام آباد انٹرچینج ہے، اس سے پہلے ایک direct approach ہے جو موٹروے سے اتر کر وہ ایئرپورٹ چلے جاتے ہیں۔ میری request ہے، اگر ممکن ہو، ہمارے پختونخوا والوں کے لیے یہ ہے کہ پھر انہوں نے all the way اسلام آباد کا کافی سفر کر کے واپس U-turn لینا پڑتا ہے یا ایک دو انٹرچینج پہلے اتر کر پھر وہ بازاروں سے، ممتاز سٹی اور کئی جگہوں سے گزر کر بیچ سے ہوتے ہوئے ایئرپورٹ کے لیے approach ہے۔ اگر ممکن ہو تو پختونخوا کے لوگوں کے لیے M-1 سے اسلام آباد انٹرچینج، یہ نہ ہو کہ ہم اسلام آباد کو connect کریں لیکن جو لوگ direct Airport جانا چاہتے ہیں، ان کو ایک direct approach مل جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: میرے معزز سینیٹر بھائی نے جو بات کی ہے، بالکل ٹھیک کی ہے۔ یہ مجھے سمجھ ہی نہیں آئی کہ انہوں نے یہ design کیسے بنا دیا کہ آپ اگر پشاور کی طرف سے موٹروے پر آ رہے ہیں اور آپ نے اسلام آباد ایئرپورٹ کی طرف مڑنا ہے تو آپ کے پاس راستہ ہی کوئی نہیں ہے۔ جہاں پر ہماری بہت ساری چیزیں اس طرح کی بن گئی ہیں۔ لاہور کے ایئرپورٹ کے لیے میں آپ کو بتا دوں۔ لاہور ایئرپورٹ پر جب آپ سڑک کے اوپر سے جا کر ایئرپورٹ کی طرف مڑتے ہیں تو وہ آپ کو بجائے اس کے کہ arrival کی طرف لے کر جائے، وہ آپ کو departure کی طرف لے کر جاتا ہے۔ پھر آپ departure سے واپس مڑتے ہیں اور پھر arrival کی طرف جاتے ہیں۔ تو جناب! جہاں پر اسی طرح کی بہت ساری designing ہو گئی ہے، یہ بھی اسی طرح کی designing ہوئی ہے۔ میں بالکل اپنے بھائی سے agree کرتا ہوں اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہاں پر اگر نیا bridge بنانا پڑا تو ہم نیا bridge بنائیں گے اور ان شاء اللہ اس مسئلے کو حل کریں گے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: وزیر صاحب بہت اہم میٹنگ سے اٹھ کر آئے ہیں۔ بلال صاحب، اگلے سوال میں پوچھیں۔جی۔

سینیٹر بلال احمد خان: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے محترم وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ کراچی سے براستہ خضدار کوئٹہ اور کوئٹہ سے چمن، یہ ایک route ہے۔ اس پر کام شروع ہو چکا ہے جبکہ ہمارا ایک دوسرا route جو کچلاک سے لے کر ژوب، ڈیرہ اسماعیل خان کو connect ہوتا ہے، اس پر پچھلے چار، پانچ سالوں سے کام ہو رہا ہے لیکن کام کی رفتار بڑی سست ہے۔ میں خاص طور پر بات کر رہا ہوں کچلاک سے لے کر خانوزئی اور خانوزئی سے قلعہ سیف اللہ تک سڑک کی۔ اس portion پر تو ہلکا پھلکا کام چل رہا ہے لیکن قلعہ سیف اللہ سے لے کر ژوب تک، اس کا پچھلے چار سالوں سے ٹینڈر بھی ہو چکا ہے۔ پہلے یہ litigation میں جا چکا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سوال پوچھیں۔

سینیٹر بلال احمد خان: جناب! میں اسی پر آ رہا ہوں۔ اب اس کام کو ٹینڈر ہوئے دو سال ہو گئے ہیں لیکن وہاں پر ایک ذرے کا بھی کام شروع نہیں ہوا۔ تو میں kindly پوچھنا چاہوں گا، گو کہ اس کے بارے میں شاید اس وقت وزیر صاحب کے پاس information نہ ہو لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کام کب تک شروع ہوگا اور کب تک مکمل ہوگا؟ یہ جوں جوں late ہوتا جا رہا ہے، اس کی escalation کہاں تک پہنچے گی، یہ rate کہاں تک پہنچے گا؟ براہ مہربانی مجھے بتادیں۔ شکریہ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، بات کرنے کے بعد کمیٹی میں نہیں جا سکتا۔ جی منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: سینیٹر بھائی نے جو بات کی ہے، یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ جس سڑک کی بات کر رہے ہیں، اگر تو یہ پاکستان ایکسپریس وے میں شامل ہے پھر تو اس کی completion اگلے دو سال میں ہے۔ میں نے آپ سے پہلے جس طرح عرض کی ہے کہ اس کے لیے فنڈز کی allocation ہو چکی ہے۔ اگر فنڈز کی allocation کے بعد دو سال ہوئے ہیں، اس میں جو portions پہلے سے بن رہے تھے، وہ بھی اس میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ جو portions رہ گئے تھے، اب ان کو FWO کو دے دیا گیا ہے۔ وہ بھی اگلے دو سال میں اس کو مکمل کر کے دیں گے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی سڑک ہے تو میرے بھائی! مجھے بتادیں۔ میں اس کی پوری details لے کر آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ آپ لکھ کر ان کے پاس بھجوا دیجیے۔ سوال نمبر ۱۰، سینیٹر عبدالشکور صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگلے سوال میں میں پوچھ لیں،ابھی گھنٹے سے بھی زیادہ وقت ہوگیا۔ نہیں، نہیں۔ سوال نمبر۱۰، سینیٹر عبدالشکور صاحب۔ سینیٹر عبدالشکور صاحب! منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں۔

سینیٹر عبدالشکور: منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں تو پھر اس کو defer کردیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سوال نمبر۱۰ کو defer کرتے ہیں۔ آرڈر نمبر۸، سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب، وزیر برائے قانون،انصاف وانسانی حقوق۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: انہوں نے request کی ہے کہ کسی میٹنگ میں جانا ہے۔ ایمل صاحب! وہ سارے کریں گے۔ کوئی مہمان آئے ہوئے ہیں۔ جی۔

Consideration and passage of [The National Commission for Human Rights (Amendment) Bill, 2025]

Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law, Justice and Human Rights): I move that the Bill to amend the National Commission for Human Rights Act, 2012 [The National Commission for Human Rights (Amendment) Bill, 2025], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

میں صرف عرض کردیتا ہوں۔ جناب! National Commission for Human Rights, پاکستان کو الحمدللہ پچھلے تین سال میں اس کے performance کی وجہ سے international ranking میں 'A' status ملا ہے جو کہ ہمارا ہمسایہ ملک بھارت کے پاس 'C' status ہے۔ اس میں وقت ختم ہوگیا، پارلیمنٹ میں appointment کے لیے آیا ہوگا۔ باقی laws میں ہے، اس میں نہیں تھا کہ 120 days کے لیے interregnum میں وہ کمیشن برقرار رہے گا، بحال رہے گا ورنہ dysfunctional ہو جاتا ہے۔ اس میں ہم نے 120 days کی capping مانگی ہے، اس کے بعد اب تک ہم پارلیمنٹ میں کمیشن کی نئی appointments کرلیں

گے۔ باقی "Division concerned" Federal Government word سے change ہوا ہے۔ اس اجازت کے لیے اس میں passage کے لیے عرض ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہ joint session کا case نہیں ہے۔ یہ پہلے یہاں سے joint session میں جائے تو وہاں پر ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ (جاری۔۔۔T08)

T08-04Dec2025 Ali/Ed: Khalid 05:40 pm

جناب ڈپٹی چیئرمین: (جاری ہے۔۔۔۔) اب میں تحریک کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے۔ بل کی دوسری خواندگی، شقات ۲ تا۱۰۔ شقات ۲ تا۱۰ میں کوئی ترمیم نہیں ہے، لہٰذا میں یہ شقات کو ایوان کے سامنے ایک سوال کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ کیا شقات ۲ تا ۱۰ کو بل کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شقات ۲ تا۱۰ کو بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شق ا، بل کا ابتدائیہ اور عنوان۔ اب ہم شق ا ،بل کا ابتدائیہ اور عنوان لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا شق ا، ابتدائیہ اور عنوان بل کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شق 1، ابتدائیہ اور عنوان بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ Order No.09, Senator Azam Nazeer Tarar.

Senator Azam Nazeer Tarar: I wish to move that the Bill to amend the National Commission for Human Rights Act, 2012 [The National Commission for Human Rights (Amendment) Bill, 2025], be passed.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بل منظور کیا جاتا ہے۔ Order No. 03, سینیٹر سید علی ظفر صاحب نے پیش کرنا تھا، مگر ان کے behalf پر سینیٹر وقار مہدی صاحب پیش کریں۔

Presentation of Report of Standing Committee on Information and Broadcasting regarding grievances of journalists

Senator Syed Waqar Mehdi: I, Senator Syed Waqar Mehdi on behalf of Chairman, Standing Committee on Information and Broadcasting, to present report of the Committee on a point of public importance raised by late Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui on 15th July, 2025, regarding grievances of journalists.

جناب ڈپٹی چیئرمین: Report پیش کی جاتی ہے۔ سینیٹر سید وقار مہدی صاحب. Order No. 04

Presentation of Report of Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges regarding misconduct of Chairman Federal Board of Revenue, Islamabad

Senator Syed Waqar Mehdi: I, Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges, to present report of the Committee on the Privilege Motion moved

by Senator Sardar Al Haj Muhammad Umer Gorgaij regarding misconduct of Chairman Federal Board of Revenue, Islamabad.

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ report پیش کی جاتی ہے۔ سینیٹر سید وقار مہدی صاحب Order No. 05 پیش کریں۔

Presentation of Report of Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges Motion moved against Mr. Rizwan Razi, Vlogger and Anchor PTV Lahore Center

Senator Syed Waqar Mehdi: I, Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges, to present report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Syed Waqar Mehdi against Mr. Rizwan Razi, Vlogger and anchor PTV Lahore center.

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ Report پیش کی جاتی ہے۔ Order No. 06 سینیٹر سلیم مانڈوی والا، اچھا! سینیٹر منظور احمد صاحب آپ پیش کریں۔

Presentation of Report of Standing Committee on Finance and Revenue regarding the Money Bill further to amend the Income Tax Ordinance, 2001 [The Income Tax (Third Amendment) Bill, 2025]

Senator Manzoor Ahmed: I, on behalf of Chairman, Standing Committee on Finance and Revenue to present report of the Committee on the Money Bill further to amend the Income Tax Ordinance, 2001 [The Income Tax (Third Amendment) Bill, 2025].

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ report پیش کی جاتی ہے۔ Order No. 07 یہ بھی آپ پیش کریں گے، سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب کے behalf پر۔

Motion under Rule 130 moved on behalf of Chairman, Standing Committee on Finance and Revenue to lay the recommendations on the Income Tax Ordinance, 2001 [The Income Tax (Third Amendment) Bill, 2025]

Senator Manzoor Ahmed: I, on behalf of Chairman, Standing Committee on Finance and Revenue, to move that the recommendations on the Money Bill further to amend the Income Tax Ordinance, 2001 [The Income Tax (Third Amendment) Bill, 2025], as reported by the Standing Committee, be considered and adopted.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک متفقہ طور پر منظور کی جاتی ہے۔

آپ کو نہیں کے علاوہ کیا آتا ہے آج بتا ہی دیں، کوئی اور ہنر آتا ہے؟ میں چاہ رہا ہوں کہ آپ لوگوں کے لئے جلدی وقت نکالوں تاکہ آپ سارے لوگ بات کر سکیں۔ Order No. 10, یہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے، سینیٹر جان محمد صاحب نہیں ہیں، یہ بھی defer کیا جاتا ہے۔ Order No. 11, یہ بھی توجہ دلاؤ نوٹس ہے، سینیٹر دنیش کمار صاحب۔

Calling Attention Notice by Senator Danesh Kumar regarding the incident of alleged forced conversion at Mirpur Sakro Girls High School

سینیٹر دنیش کمار: بہت بہت شکریہ، آج خوش نصیبی ہے کہ --

جناب ڈپٹی چیئرمین: وزیر صاحب موجود نہیں ہیں۔

سینیٹر دنیش کمار: وزیر برائے مذہبی امور ہیں اور یہ ان سے متعلق ہے۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین، گزشتہ روز سندھ میں میرپور ساکرو ایک تحصیل ہے، وہاں پر چھ غیر مسلم ہندو لڑکیوں نے press conference کی، جس میں انہوں نے الزام لگایا کہ اسکول کی جو Headmistress ہے وہ انہیں ہمیشہ کہتی ہے کہ آپ ہندو لڑکیاں بتوں کی پوجا کرتیں ہیں اور آپ کے لیے جہنم کا دروازہ ہے اور اس طرح

سے کافی۔۔ جناب ! یہ تو ایک واقعہ ہے جو وہاں پر ہندو لڑکیوں کے ساتھ ہوا ہے۔ یہ آئین پاکستان ہے دستور پاکستان، اس امر کی اجازت اسلام اور انسانیت نہیں دیتی۔قرآن میں ہے: (عربی) تمہارا مذہب تمہارے لیے، میرا مذہب میرے لیے۔ حضور پاک ﷺ نے ہمیشہ برداشت کا سبق دیا۔ مجھے نہیں پتا کہ یہ ایک حدیث ہے یا کیا؟ کہ جب ان کے اوپر ایک بوڑھی عورت کچرا پھینکتی تھی، ایک دن اس بوڑھی عورت نے ان کے اوپر کچرا نہیں پھینکا تو وہ اس کا پوچھنے گئے، وہ غیر مسلم تھی۔ ان کے اس عمل کی وجہ سے وہ مسلمان ہو گئی۔

میں آپ کو بتاتا ہوں، یہ واقعہ تو report ہوا ہے لیکن کافی ایسے لوگ ہیں جو ہر جگہ پر کہتے ہیں کہ ہمیں جہنم کی آگ سے ڈرایا جاتا ہے اور جہنم کی آگ سے کون ڈراتے ہیں؟ وہ ڈراتے ہیں جو خود نہیں جانتے کہ اسلام میں کیا لکھا ہوا ہے۔ ایسے سود خور بھی ہم نے دیکھے ہیں کہ وہ ہم پر تبلیغ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ مولانا عبدالواسع صاحب سے تھوڑا سا فاصلہ رکھیں، تھوڑی سی احتیاط کرلیں۔

سینیٹر دنیش کمار: ، میں نے کوئی غلط بات نہیں کی، مولانا صاحب میرے بڑے ہیں۔ اچھا جناب! آپ میری برداشت دیکھیں ، میری ساری زندگی مولانا صاحب کے ساتھ گزری ہے، مولانا صاحب نے بھی کہا ہے کہ پہلے ہم اپنے اعمال صحیح کرلیں، پھر کسی غیر مسلم پر تبلیغ کریں۔ اصل یہ ہوتا ہے، ان کے مدارس میں یہ پڑھایا جاتا ہے کہ پہلے ہم اپنے گھر کو صاف کریں، اپنے اعمال صاف کریں تاکہ غیر مسلم متاثر ہو کر اسلام قبول کریں، کسی زور زبردستی سے نہ کریں۔ جناب چیئرمین! آپ کے پاس آئین پاکستان کی book پڑی ہوئی ہے۔

(جاری ہے۔۔۔۔T09)

T09–04Dec2025 Imran/ED: Shakeel 05:50 pm

سینیٹر دنیش کمار: (جاری۔۔۔) جناب! کیا آپ کے پاس آئینِ پاکستان کی book پڑی ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ہے۔

سینیٹر دنیش کمار: اس میں آپ Article-20 دیکھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ صفحہ نمبر بتائیں۔

سینیٹر دنیش کمار: آپ Article-20 دیکھیں۔ چیئرمین صاحب کو Article-20 نکال کر دکھائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ شروع کریں تو میں بھی دیکھتا ہوں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب! اُس میں لکھا ہوا ہے کہ ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہوگا۔ آئین کا Article-20 کہہ رہا ہے کہ ہم غیر مسلمانوں کو بھی حق ہے کہ ہم تبلیغ کریں۔ کیا دنیش کمار سید ناصر کو تبلیغ کر سکتا ہے۔ اُس دن گردن کاٹی جائے گی یا نہیں۔ جناب! یہ اس آئین میں لکھا ہوا ہے۔ ٹھیک ہے جی۔ اچھا، اسی طرح سے لکھا ہوا ہے، جس کا میں حوالہ دے رہا ہوں کہ آئین کا Article-22 کہتا ہے کہ کسی تعلیمی ادارے میں تعلیم حاصل کرنے والے کسی شخص کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے یا کسی مذہبی تقریب میں حصہ لینے یا مذہبی عبادت میں شریک کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ یہ پاکستان کا آئین کہہ رہا ہے۔

جناب! یہ تو آئینِ پاکستان کی کھلم کُھلا خلاف ورزی ہے۔ جناب! اسی طرح سے آئین کے Article-22 کی شق 'ب' میں لکھا ہوا ہے کہ کسی شہری کو نسل ومذہب، ذات یا مقام پیدائش کی بنا پر کسی ایسے تعلیمی ادارے میں داخل ہونے سے محروم نہیں کیا جائے گا جسے سرکاری محاصل سے امداد ملتی ہو، گورنمنٹ کے سکولوں سے۔ اسی طرح سے اور بہت سے ہیں اور ایک 227 ہے جس میں کہا گیا ہے، جناب! یہ سب سے اچھی اور بہترین مثال ہے کہ تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت کے احکامات کے مطابق بنایا جائے گا۔ اس میں بھی کہا گیا ہے کہ اس حصے میں کسی امر کا غیر مسلم شہریوں کے لیے قوانین، شخصی یا شہریوں کے بطور ان کی حیثیت پر اثر نہیں پڑے گا۔ یہاں پر بھی کہا گیا ہے کہ غیر مسلمانوں کے لیے جو اسلامی قانون میں ان کے اوپر ہوگا، اُن کے لیے وہ قانون نہیں بنائے جائیں گے۔

جناب! آپ دیکھیں کہ قرآن شریف میں بھی ہے کہ (عربی) دین میں کسی پر جبر نہیں ہے۔ جناب! اس طرح کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ خلفائے راشدین اور دوسرے بزرگوں کی مثالیں موجود ہیں کہ جنہوں نے اپنے اعمال سے اور اپنے طریقے سے لوگوں کو مسلمان کیا۔ اس طرح کسی زور یا زبردستی سے نہیں کیا۔ جب پاکستان بنا تو قائدِ اعظم محمد علی جناح نے دستور ساز اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ تمام مذاہب کے لوگ اپنے مذاہب کی practice میں آزاد ہیں۔ کسی کو کسی پر جبر نہیں ہے۔

جناب! آپ دیکھیں یہ بلوچستان میں کتنی interfaith harmony ہیں اور وہاں تمام مذاہب کے لوگ آپس میں مل جل کر رہتے ہیں۔ سندھ صوفیوں کی سرزمین تھی۔ سندھ میں امن امان تھا۔ سندھ میں اس قسم کی کوئی بات نہیں تھی لیکن پتا نہیں ایسی بنیاد پرستی اب کہاں سے گُھس آئی ہے۔ ہم جب بیرون ملک جاتے ہیں تو ہم سے بار بار کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں ۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پلیز، آپ ذرا جلدی کریں۔ منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ وہ آپ کو جواب دینے کے لیے بیٹھے ہیں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب! یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ یہ ایک کروڑ اقلیتوں کا مسئلہ ہے اور میں آپ کو بتادوں کہ یہ میرا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ پاکستان کی پچیس کروڑ عوام کا مسئلہ ہے کیونکہ ہم اقلیتیں اسلام کا ایک روشن چہرہ ہیں، اگر ہم خوش ہوں گے اور اگر ہمیں برداشت کیا جائے گا تو پوری دنیا میں اسلام اور پاکستان کی تعریف ہوگی۔ جناب! یہاں یہ ٹھیکے دار صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب! میرا ایک دوست ٹھیکے دار ہے، وہ یہ نہیں ہیں۔ وہ میرا ایک دوست ٹھیکے دار ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی آپ نے U-turn لے لیا ہے۔ ماشاء اللہ کامیابی سے U-turn لے لیا ہے۔

سینیٹر دنیش کمار: نہیں جناب، U-turn نہیں لیا۔ وہ مجھ کو آکر تبلیغ کر رہا تھا اور مجھے وہ ٹھیکے دار کہہ رہا ہے کہ دنیش کلمہ پڑھ لو۔ اُس ٹھیکے دار کا سارا دن کام ہی رشوت لینا اور دینا ہے۔ اسے پتا نہیں کہ (عربی) وہ ہے اور وہ ہمیں جنم کی آگ سے ڈراتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہاں پر بھی ایک ٹھیکے دار ہے۔ آپ نام لے لیں تاکہ یہ قصہ واضح ہو جائے۔

سینیٹر دنیش کمار: نہیں، میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ جو حضور پاک کی حدیث کو نہیں پڑھتا، وہ بھی آکر ہمیں جہنم کے آگ کے بارے میں بتاتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہمیں آپ کے جذبات اور احساسات کی قدر ہے۔ پلیز ذرا مختصر کریں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب، میں آپ کو تسلی سے بتا رہا ہوں کہ ایسے بھی لوگ ہیں جو ہمیں کہتے ہیں کہ بت پرستی سے آپ جہنم میں جاؤ گے۔ مگر میں نے اپنی آنکھوں سے اُنہیں قبروں کی پرستش کرتے ہوئے اور قبروں پر ماتھا ٹیکتے ہوئے دیکھا ہے۔ جناب! وہ بھی ہمیں آکر اس طرح سے بتاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔

سینیٹر دنیش کمار: نہیں، شکریہ کیوں۔ جناب میری بات تو complete ہونے دیں۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہ آجائیں اور اپنے اعمال سے ثابت کریں اور پھر آکر ہمیں تبلیغ کریں، ہماری بچیوں کو تبلیغ کریں اور اُن کو convert کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ بار بار مہمانوں کی گیلری کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

سینیٹر دنیش کمار: جی جی، میں آپ کی طرف اشارہ کرکے بات کرتا ہوں۔ جناب، اسی طرح سے میرے ایک دوست ہیں جو رات کو مشروب مغرب نوش کرتے ہیں۔ آپ خدا کی قدرت دیکھیں کہ وہ بھی ہمیں تبلیغ کرتے ہیں۔ جناب! سورۃ المائدۃ کی آیت ۹۰ میں ہے کہ اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے شیطانی کام ہیں۔ جناب! یہ میں قرآن شریف کی بات کر رہا ہوں۔ جناب! میں ایک حیرانگی کی بات بتاتا ہوں کہ یہاں پر ایک ہمارے جاننے والے ہیں جو مشروب مغرب کا کام کرتے ہیں اور جب ہمارے اجلاس نہیں ہوتے تو اُن بے چاروں کا دھندا نہیں ہوتا اور وہ پریشان ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ مہمان بھی confuse ہو رہے ہیں کہ آپ ہاتھ کو بار بار مہمانوں کی گیلری کی طرف کرتے ہیں۔ پلیز، ابھی سب نے اس پر بات کرنی ہے۔ آپ اب بیٹھ جائیں۔ پلیز، مختصر بات کریں۔ ابھی ہم جواب لے لیں؟

سینیٹر دنیش کمار: کدھر جناب! میں اب مہمانوں کی گیلری کی طرف ہاتھ نہیں کروں گا۔ میں آپ سے یہ request کرتا ہوں کہ خدارا! ان چیزوں پر پابندی لگائی جائے، جائز یا ناجائز طور پر تنگ نہ کیا جائے اور ایک اچھا چہرہ پیش کریں۔ جناب! ہم اس ملک کے شہری ہیں اور ہم پر اس طرح کی پابندیاں نہ لگائی جائیں یا ہماری بچیوں کو اس طرح سے اغوا کرکے زبردستی مذہب قبول نہ کرایا جائے۔ جناب! ہمارا مطالبہ ایک

ہی ہے کہ اگر کوئی اپنی مرضی سے ہونا چاہے تو ہمیں اعتراض نہیں ہے۔ ہمیں کسی پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن کم از کم یہ تو ہو کہ جن بچیوں کا مذہب change ہوا ہے، اُن کو اُن کے ماں باپ سے تو ملنے دیا جائے۔ ہمارا صرف یہ مطالبہ ہے۔ شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس پر صاحب زادہ قادری صاحب بھی بات کرنا چاہتے ہیں ۔ تو جب قادری صاحب بات کر لیں تو پھر آپ اُس کا بھی جواب دے دیں۔ قادری صاحب آپ اسی حوالے سے بات کر لیں۔

Senator Noor Ul Haq Qadri

سینیٹر نور الحق قادری: چیئرمین صاحب! شکریہ۔ میں اس حوالے سے کہنا چاہوں گا کہ دنیش صاحب کو حق ہے کہ انہوں نے اپنے مذہب کے حوالے سے، ہندو مذہب کے جو پیروکاروں کے حوالے سے اور اسلام کے حوالے سے بہت ہی فراغ دلی سے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ جس طرح انہوں نے quote کیا کہ دین میں کسی پر جبر نہیں ہے اور یہ اختیار کسی نے کسی کو نہیں دیا ہے۔ سب سے پہلے تبلیغ کا طریقہ جو صوفیائے کرام نے اپنایا ہے، وہ یہ ہے کہ اپنے کردار، اخلاق اور اعمال کو پیش کرو اور اُس سے لوگوں کو متاثر کرکے دین کی طرف بلاؤ۔ پھر اگر تبلیغ کرتے ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُس کا اصول بیان کیا ہے کہ (عربی) اپنے رب کے دین کی طرف جب آپ بلاتے ہیں تو حکمت کے ساتھ اور اچھی وعظ کے ساتھ بلائیں۔ میں بھی دنیش صاحب کو حور اور جنت کے قصے سُنا سُنا کے دین کی طرف بلاؤں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ ایک دن ان شاء اللہ تعالیٰ کلمہ توحید پڑھ لیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ جی۔

سینیٹر نور الحق قادری: چیئرمین صاحب! یہ ایک اہم issue ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں بعد میں آپ کو time دوں گا۔ نہیں! وہ اس کے دوران نہیں ہو سکتا۔

سینیٹر نور الحق قادری: جناب! میں صرف اس کو record پر لانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں! اس کے دوران نہیں ہو سکتا۔ آپ بڑے senior parliamentarian ہیں۔ جی منسٹر صاحب۔

Mr. Kesoo Mal Kheal Das, State Minister for Religious Affairs & Interfaith Harmony

جناب کیسو مل کھئیل داس (وزیر مملکت برائے بین المذاہب ہم آہنگی): چیئر مین صاحب! سینیٹر دنیش کمار صاحب نے جو معاملہ اٹھایا ہے یہ سندھ کے تحصیل ساکرو، ڈسٹرکٹ ٹھٹھہ میں ہوا ہے اور یہ جو متاثر فیملی ہے، انہوں نے press conference کر کے یہ معاملہ بتایا کہ وہاں کے اسکول کی۔۔۔

(جاری۔۔۔T10)

T10-4Dec2025 Naeem Bhatti/ED; Mubashir 6:00 pm

جناب کیسو مل کھئیل داس (وزیر مملکت برائے بین المذاہب ہم آہنگی): (جاری۔۔۔) متاثرہ فیملی نے press conference کی اور کہا ہے کہ سکول کی headmistress ہمارے بچوں کو force کر رہی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ دین جبر کی اجازت نہیں دیتا، آئینِ پاکستان بھی اقلیتوں کے حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔ تعلیم کا شعبہ صوبوں کا معاملہ ہے، سندھ کے وزیر تعلیم نے اس معاملے کا notice لیا، سندھ حکومت نے action لیا اور ایک inquiry committee بنائی گئی جو وہاں گئی اور اس پورے واقعے کی inquiry ہوئی۔ سینیٹر دنیش کمار صاحب نے جیسے بلوچستان کا ذکر کیا، سندھ بھی صوفیوں کی دھرتی ہے، سندھ ہو، پنجاب ہو، خیبر پختونخوا ہو، سارے پاکستان میں مذہبی ہم آہنگی ہے، ہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے رہتے ہیں، ہماری عیدیں، دیوالی یا کرسمس ہو، ہم سب مل کر مناتے ہیں، یہ پاکستان کا خوبصورت چہرہ ہے۔ اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں اور یہ ہماری کمزوری ہے، یہ ایک بیماری ہے، اس طرح ہماری community میں بھی تشویش ہوتی ہے اور ملک کی بھی بدنامی ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سندھ حکومت نے action لیا اور اس کے بعد مقامی سطح پر families and teachers نے آپس میں صلح کر لی۔ اگر سینیٹر دنیش کمار چاہیں گے تو میں اس واقعے کی report منگوا کر ان کے گوش گزار کر دوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ اب حل ہو گیا ہے۔

جناب والا! انہوں نے جبری مذہبی شادیوں کی بات کی تو میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ دین جبر کی اجازت نہیں دیتا، یہ چند لوگ ہیں، میرا تعلق بھی ہندو برادری سے ہے، ریاست اس کو کبھی support نہیں کرتی، حکومتِ پاکستان ہو، سندھ حکومت ہو، پنجاب حکومت ہو، بلوچستان حکومت ہو یا خیبر پختونخوا کی حکومت ہو، یہ کسی بھی طرح انہیں support نہیں کرتیں، خامیاں ضرور ہیں، ہم انہیں قانون سازی کے ذریعے دور کریں گے۔ ہم نے اسی لیے کہا تھا کہ تعلیم کی وزارت کو مرکز میں واپس دیا جائے کیونکہ curriculum کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے، تمام

پاکستان میں across the board ایک policy ہونی چاہیے، کسی بھی ہندو کو ہم مجبور نہ کریں۔ میں نے خود اسلامیات پڑھی ہوئی ہے، اخلاقیات بھی پڑھائی جاتی ہے۔ ہمیں اس پر غور کرنا چاہیے، چاروں صوبوں اور مرکز کو مل کر policy بنائی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سندھ حکومت اور وزیراعلیٰ سندھ اقلیتوں کے تحفظ کے لیے active ہیں۔ ہم اپنے کسی بھی پاکستانی کے ساتھ پاکستان بھر میں کوئی ناانصافی نہیں ہونے دیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: توجہ دلاؤ notice نمٹایا جاتا ہے۔

Order No. 12. Senator Shahadat Awan, please move Order No. 12.

<u>Motion under Rule 278(4) moved by Senator Shahadat Awan proposing substitution of Rule 209 of Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012</u>

Senator Shahadat Awan: Sir, I seek leave under sub-rule (4) of Rule 278 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, to move the Rule 209 of the said Rules may be substituted as under:-

> “**209. Lapse of pending notices on prorogation of Session.-** On the prorogation of the Senate all pending notices, other than notices of intention to move for leave to introduce a Bill, a notice of an amendment in a Bill, notice of a question of privilege and notice of questions, shall lapse and fresh notices shall be given for the next session.”

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے۔ Order No. 13, جی شہادت اعوان صاحب۔

Senator Shahadat Awan: Sir, I move that the proposed substitution of Rule 209 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012 be taken into consideration. Sir I request it should be sent to the committee, so it can be discussed thoroughly.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے اور مجوزہ ترمیم کمیٹی برائے قواعد ضابطہ کار واستحقاقات کو غور وخوض اور رپورٹ کے لیے حوالے کی جاتی ہے۔ ایجنڈا ختم ہو گیا ہے۔

(مداخلت)

<u>Ruling by the Deputy Chairman Senate barring criticism against institutions, national heroes and leaders of the political parties in the House</u>

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایک ضروری چیز ہے جس کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں ایوان کی بالخصوص حزب اختلاف کے دوستوں کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ایوان کے تقدس کا خیال رکھنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ قوائد و ضوابط کے مطابق میری یا اس شخص کی جو ایوان کی صدارت کر رہا ہو، اُس کی یہ ذمہ داری ہے کہ ایوان کی کارروائی کو قوائد کے مطابق چلائے۔ قوائد کے مطابق ایوان کی صدارت کرنے والے شخص کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ ایوان کے تقدس کی خاطر کوئی بھی سخت حکم جاری کر سکتا ہے، جس میں قائدہ نمبر ۲۴۶ کے تحت ایوان کی کارروائی میں رکاوٹ ڈالنے والے رکن کی معطلی کا اختیار بھی شامل ہے۔ اس حوالے سے میں نے پہلے ہی 18th February, 2025 کو ایک ruling دی تھی لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ حزب اختلاف کے کچھ ممبران مسلسل اس ایوان کی کارروائی میں خلل ڈال رہے ہیں۔ اس صورت میں ایوان کے تقدس کو قائم رکھنے کے لیے اور ایوان کی کارروائی اچھے طریقے سے چلانے کے لیے مجھے انتہائی اختیار کو بھی استعمال کرنا پڑے گا جو میرے لیے کوئی پسندیدہ عمل نہیں ہے۔ میں نے 18th February, 2025 کو جو ruling دی تھی جس میں دونوں طرف سے کئی مرتبہ چیئرمین صاحب کی صدارت میں، کبھی پینل کے اراکین کی طرف سے یہ demand کی تھی کہ اگر ہم انصاف کی

بات کرتے ہیں، ہم قانون کی بات کرتے ہیں، ہم قوائد وضوابط کی بات کرتے ہیں تو سب سے پہلے ہم جس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں، ہمیں اس کے تقدس کا خیال رکھنا چاہیے۔ ہم باہر انصاف کی بات کرتے ہیں جبکہ یہاں اس کے برعکس کام کرتے ہیں، باہر ہم قانون کی بات کرتے ہیں، یہاں اس کے برعکس کام کرتے ہیں۔اس لیے میں نے اس حوالے سے اُس پارٹی کے پارلیمانی لیڈر کو بھی کہا تھا کہ اپنے ممبران جو ہمارے لیے برابر ہیں، اس میں ہمارے لیے کوئی خاص و عام نہیں ہے، ہمارے لیے سب برابر ہیں، آپ اپنے ممبران کو قانون و قوائد کے مطابق ہدایت جاری کریں۔

ہماری تربیت چونکہ ایسی ہوئی ہے، ہماری سیاسی تربیت، ہماری ذاتی تربیت ایسی ہوئی ہے کہ بڑے اخلاق کے ساتھ ،بڑے معتبر طریقے کے ساتھ ہم لوگوں کو بھی عزت دیں، اپنے لیے بھی عزت کی خواہش رکھیں لیکن ایک سوچ کے تحت ہم نے Chairman desk, Deputy Chairman deskکا گھیراؤ کرنا ہے، ہم نے bulldoze کرنا ہے، ہم اس قانون کو مانتے ہیں جو ہمارے پاس ہے اور جو ملک کا قانون ہے، ایوانِ بالا کے قانون کو نہیں مانتے۔ میں ایک مرتبہ پھر سختی سے دہراتا ہوں کہ سارا ایوان ہمارے ساتھ ہے، اس کا تقدس بحال کرنا، اس کی rulingsکا پاس رکھنا، اس کی عزت کرنا اور اس کرسی کی عزت کرنا، یہ ملک کی کرسی ہے اور اس ایوان میں بڑی تعداد میں سنجیدہ لوگ موجود ہیں۔ ان سب کی رضامندی سے ہم نے یہ عہد کیا ہوا ہے، oath لیا ہوا ہے کہ ہم پاکستان کے آئین کے اندر رہتے ہوئے، پاکستان کے قانون کے اندر رہتے ہوئے اور House of the Federation کے اندر رہتے ہوئے، جمہوری اور آئینی طریقے سے اس ایوان کو چلائیں گے۔ یہ ہماری جمہوری تربیت بھی ہے، یہ ہماری ذمہ داری بھی ہے۔ اس لیے میں اُس پارٹی کے پارلیمانی لیڈر کو خط بھی لکھوں گا۔ اب یہ نہیں ہو گا کہ قومی heroesکے خلاف یہاں بات کی جائے، اب ان political heroes کے خلاف جنہوں نے شہادتیں دی ہیں، جنہوں نے جلاوطنی کاٹی ہیں، جنہوں نے قوم و ملک کے لیے کام کیا ہے، جنہوں نے ایٹمی دھماکے کیے ہیں، جنہوں نے ایٹم بم بنائے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، میں بالکل پابندی کر سکتا ہوں۔ اب یہ ایوان قانون کے تحت چلے گا۔ (جاری-----T/11)

T11-04Dec2025 Abdul Ghafoor/ED: Khalid 6:10 PM

جناب ڈپٹی چیئرمین: (جاری-----) جنہوں نے Atom Bombs بنائے ہیں جو اس ملک کے لئے--

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین: نہیں، میں بالکل پابندی کر سکتا ہوں۔ اب قانون کے تحت یہ House چلے گا۔ اداروں کے خلاف بات نہیں ہوگی۔ قانون کے مطابق ہوگا اور آپ کو بھی اسی طرح۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین: آپ بھی اس کا حصہ ہیں۔ میں آپ کو ruling بھی دے رہا ہوں۔ میں آپ کو warning بھی دے رہا ہوں کہ یہاں پر نہ اداروں کے خلاف بات ہوگی، نہ ملک کے خلاف بات ہوگی، کسی کے خلاف نہیں۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین: آپ میری ruling کو challenge کر رہے ہیں؟ میں اسی ruling کو پھر دہرا رہا ہوں۔ آپ چونکہ بہت پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کے پارلیمانی لیڈر کو مخاطب کیا۔ ہم نے حزب اختلاف کے تمام پارلیمانی لیڈرز کو مخاطب کیا۔ ہمارے قومی ہیروز کے خلاف بات نہیں ہوگی، اداروں کے خلاف بات نہیں ہوگی۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین: سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں کے خلاف بات نہیں ہوگی۔ آپ بے شک جمہوری انداز سے بات کریں، آپ جمہوریت کے تقاضوں کے مطابق بات کریں گے، آپ قانون کے مطابق بات کریں گے، اس کتاب کے مطابق بات کریں گے، شخصی باتیں، شخصی محبتیں نہیں ہوں گی۔ نہ اب اس ملک میں قومی ہیروز کے یادگار جلائے جا سکیں گے۔

سینیٹر ایمل ولی خان: قومی ہیروز کون ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئر مین: قومی ہیرو ذوالفقار علی بھٹو ہے، قومی ہیرو محترمہ بینظیر بھٹو ہیں، قومی ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر خان ہیں، میاں محمد نواز شریف ہیں اور وہ تمام قومی ہیروز ہیں جنہوں نے 1973 کے آئین پر دستخط کئے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اُس وقت تو آپ لوگوں کا وجود بھی نہیں تھا۔آپ لوگ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کہ اُس وقت جمعیت... نہیں نہیں جس میں آپ کے دادا خان عبدالولی خان بھی شامل ہے، جس میں مولانا شاہ احمد نورانی بھی شامل ہے، جس میں مولانا مفتی محمود بھی شامل ہے۔ یہ ruling قائم رہے گی، قانون کے مطابق چلے گی اور ان شاءاللہ جمعہ کو جب ہماری ملاقات ہوگی،آپ لوگوں سے جتنی سخت باتیں ہم نے بحیثیت سیاسی کارکن قومی ہیروز کے خلاف سنی ہیں،اداروں کے خلاف سنی ہیں۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، میں نے تو ایکruling دی ہے۔آپ کے دادا1973 کے آئین کا حصہ تھے۔ یہ قومی ہیروز ہوتے ہیں جنہوں نے جلاوطنیاں کیں۔ یہ قومی ہیروز نہیں ہوتے، نہیں ہوگی change نہیں ہوگی۔ یہ last warning ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ وعدہ کیا تھا۔ یہ مٹھی بھر عناصر House کو یرغمال بنائیں گے، بالکل نہیں بنا سکتے۔

ایوان کی کارروائی بروز جمعہ 5 دسمبر 2025 کو صبح 10 بجکر 30 منٹ تک ملتوی کی جاتی ہے۔ شکریہ۔

[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 5th December, 2025 at 10:30 a.m.]